بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۹ — شمارہ ۲۶

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. P. 67

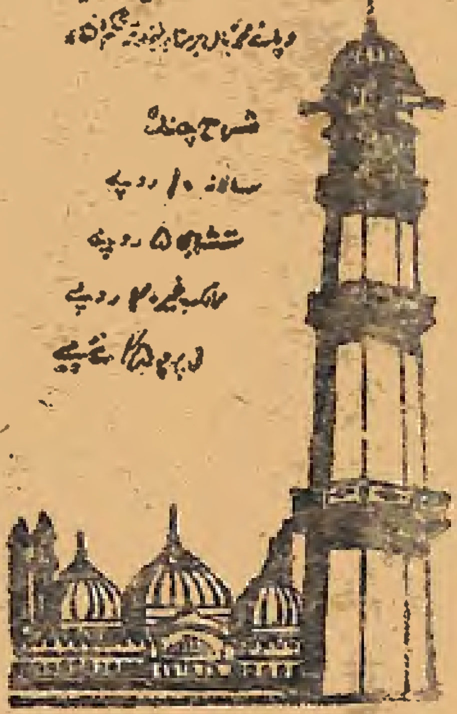

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

اخبارِ احمدیّہ

ربوہ - ۲۳ وفا (جولائی) سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ ترین موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ "گزشتہ دنوں گردن کے عضلات میں شدید بل پڑ جانے کی وجہ سے بہت تکلیف رہی اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس تکلیف میں کافی افاقہ ہے"۔

احباب حضور پُرنور کی صحت کاملہ کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

قادیان ۲۸ وفا - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ - اسی طرح حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشان اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے بخیریت ہیں ثم الحمدللہ۔

۲۵ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ — ۳۰ وفا ۱۳۴۹ ہش — ۳۰ جولائی ۱۹۷۰ء

خطبہ جمعہ

میں اسلام کا محبت و اخوت اور مساوات کا پیغام لیکر مغربی افریقہ روانہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا منادی بن کر واپس آگیا ہوں

اہلِ افریقہ کے دل جیت لئے گئے ہیں لیکن ان کے منہ سے اسلام کی صداقت کا اقرار کرانا اب ہمارا کام ہے

مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ منشا معلوم ہوا ہے کہ افریقن ممالک میں کم از کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کئے جائیں

اخلاص محبت اور ہمدردی کے ساتھ میری آواز پر لبیک کہو اور بشاشت کے ساتھ قربانیاں دیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ

خدا تعالیٰ کی خاص منشاء کے ماتحت نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام کا اعلان

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۲ احسان ۱۳۴۹ ہش بمطابق ۱۲ جون ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گزشتہ ۱۴ اپریل کو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلام کا، محبت اور پیار، اخوت اور مساوات کا پیغام لے کر

مغربی افریقہ کے ممالک کے دورہ پر

روانہ ہوا تھا اور چند ہفتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا منادی بن کر آپ میں پھر واپس آگیا ہوں۔ میں نے وہاں جو کچھ دیکھا، محسوس کیا اور مشاہدہ کیا الفاظ میں اس کا بیان ممکن ہی نہیں۔ کچھ جھلکیاں ہیں جو دکھا دی گئی ہیں۔ کچھ جھلکیاں ہیں جو دکھاؤں گا۔ وہ حالات دیکھنے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتے تھے بیان کرنا قریباً ناممکن ہے۔

میں نے ان سب اقوام کو، جن میں میں نے دورہ کیا، نیز ان کے ذریعہ افریقہ کی دوسری اقوام کو، اسلام نے پیار کا جو پیغام بنی نوعِ انسان کو دیا ہے وہ سُنایا

محبت و اخوت ہمدردی و غمخواری

کی ان سے باتیں کیں اور مساوات کی آواز کو ان کے درمیان بلند کیا۔ صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خود عمل سے انہیں بتایا کہ ہم میں اور آپ میں، کسی انسان اور دوسرے انسان میں بحیثیت بشر کوئی فرق نہیں ہے ہزاروں بچوں کو پیار کیا۔ ہزاروں بڑوں سے معانقہ کیا اور پتہ نہیں کتنوں سے مصافحے کرنے پڑے وقت پر ہی کئے اور لمبے وقت بھی کئے ایسے وقت میں بھی کئے جب احساس یہ تھا کہ اس وقت یہاں گرمی میں زیادہ ٹھہرنا ٹھیک نہ ہو۔ اور میں بیہوش ہو جاؤں۔ لیکن جو میں انہیں بتانا چاہتا تھا قول اور عمل سے وہ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ بتا دوں۔

اکرا (گھانا) میں پہلی بار ہماری بڑی مسجد کی بنیاد رکھی جاتی تھی۔ بنیاد کے رکھے جانے کے موقع پر ہزاروں آدمیوں کے سامنے میں نے

اسلام کی یہ تعلیم

پیش کی۔ ان میں اکثریت تو احمدیوں کی تھی لیکن میری آواز ریڈیو اور اخبار کے ذریعہ قریباً ہر فرد تک پہنچ جاتی تھی۔ کیونکہ اخباروں نے بہت تعاون کیا۔ اور ریڈیو اور ٹیلیویژن نے بھی بہت تعاون کیا مسجد کے متعلق میں نے انہیں بتایا کہ

اسلامی تعلیم کے مطابق اللہ کی مسجد کے دروازے، جس کے ہم نگران ہیں ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جو خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنا چاہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اور قرآن کریم نے ساری دنیا میں یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ مسجد علامت اور نشان ہے اس بات کا کہ دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کی جائے گی۔ اور انہیں مسمار نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور دنیا میں ایک نہایت حسین مثال قائم کی۔

ضمناً میں یہ بتا دوں کہ

سپین میں

ہمارا ڈرائیور انگلستان کا رہنے والا تھا اور وہ کیتھولک نہیں تھا چنانچہ ایک مسجد

مالک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

پر اس نے یہ کہا کہ ان کیتھولکس نے سپین کی سب مساجد مسمار کر دیں۔ جو دو ایک نمونہ کے طور پر رکھیں وہ آثار قدیمہ کے طور پر ہیں مسجد کے طور پر نہیں۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا آپ کے ملک میں کیتھولک چرچ ہیں۔ جب اس کو بتایا گیا تو وہ کہنے لگا کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان کیتھولکس کو اجازت دی ہو کہ وہ آپ کے ملک میں اور دوسرے اسلامی ممالک میں چرچ بنائیں۔ اور وہاں وہ اپنی عبادت کریں؟ ہم نے اسے سمجھایا کہ

اسلام مذہبی آزادی کی تعلیم دیتا ہے

اور بنی نوع انسان کے درمیان ایک نہایت حسین معاشرہ قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد کی حفاظت کی جائے گی۔ اور مسجد کے طفیل اور مسجد کو علامت اور نشان بنا کر دوسری تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے گی۔ مسجدیں محض خود آبادی نہیں ہوں گی بلکہ غیروں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا موجب بھی ہوں گی۔ ان میں صرف اللہ کا ذکر ہی نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ امید رکھی جائے گی کہ جو لوگ مسلمان نہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں وہ بھی اپنی عبادت گاہوں کو آباد رکھیں

مساوات کا جو نمونہ

ہمیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے اس کی ایک ہی مثال میں وہاں مختلف موقعوں پر دیتا رہا ہوں۔ اور وہ فتح مکہ کے دن کا واقعہ تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ تمہارے ہیڈ سٹیٹ ایک حبشی غلام، مکہ کے جو پریذیڈنٹ چیف تھے ان کا غلام تھا اور وہ اس کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اس کو

اسلام کے نور کی شناخت

میسر آئی اور وہ مسلمان ہو گیا پہلے نفرت اور حقارت تھی اب نفرت اور حقارت کے ساتھ ظلم اور تشدد بھی شروع ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس پر انتہائی ظلم کیا کہ آج بھی اس کی یاد میں ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک مسلمان نے اسے خریدا اور آزاد کر دیا۔ اور وہ مسلمان معاشرہ کا ایک محترم اور معزز فرد بن گیا۔

فتح مکہ کے روز

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا تیار کیا۔ اور آپؐ نے جھنڈے کا نام

بلالؓ کا جھنڈا

رکھا اور اس کو ایک مقام پر گاڑ دیا۔ اور سرداران مکہ سے کہا کہ اگر تم امان چاہتے ہو تو اس شخص کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ جس کو تم نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اور جس پر تم بے انتہا ظلم کیا کرتے تھے۔ اس طرح پر اس مظلوم بلالؓ کا انتقام لیا۔ ایک حسین انتقام جسے میں انگریزی میں Sweet Revenge (سویٹ ریوینج) کہہ دیا کرتا تھا۔ یہ میری اپنی اصطلاح ہے لیکن مجھے پسند ہے۔ اب بھی میں دوہرا دیتا ہوں۔ یہ حسین اور پیارا اور میٹھا انتقام کہ ہم تمہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتے لیکن بدلہ ضرور لیں گے۔

بلالؓ کے جھنڈے تلے آجاؤ

تاکہ اس بلالؓ کی وجہ سے جس پر ظلم کر کے تم انسان انسان میں فرق کرنا چاہتے تھے اس بلالؓ کو ہم مثال بنا دیں فرد اور فرد انسان اور انسان کی تفریق دور کرنے کی۔ جس وقت یہ واقعہ میں نے پہلی دفعہ سنایا تھا تو اتنی خوشی کی لہر اس مجمع میں پھیل گئی کہ میرے کانوں نے وہ بھنبھناہٹ سنی جو خوشی کی وجہ سے فضا میں پیدا ہوئی تھی۔ لوگوں نے بڑے جوش کے ساتھ والہانہ طریق پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ ان میں غیر بھی تھے، پادری بھی تھے۔ ایک موقع پر علاقے کے کیتھولک مشن کے سب سے بڑے پادری بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں جماعت احمدیہ کو

اتنا رعب دیا ہے

کہ پادریوں کو ہمارے جلسوں میں آنا پڑتا ہے وہ پیچھے رہ ہی نہیں سکتے۔ لیکن کوئی توجہ نہیں تھی وہ بے تعلقی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے افریقن بھائیوں سے کہا کہ وہ جو سب نبیوں کا سردار تھا اور تمام بنی نوع انسان کا فخر اور سب سے اعلیٰ اور ارفع تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب اس نے قرآن کریم میں یہ اعلان کیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (خطبہ حجہ) کہ انسان ہونے کی حیثیت میں

مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں

میں تمہارے جیسا انسان ہوں اور تم میرے جیسے انسان۔ پس وہ جو اس کے ماتحت تھے اور اس سے کم درجہ رکھتے تھے

Those who were junior

to him like Moses and Christ

جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ان کو اور ان کے پیروؤں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ تم پر برتری کا اعلان کریں۔ وہ پادری جو پہلے بے تعلقی سے بیٹھا ہوا تھا اچھل کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے کہا ہمارے اوپر یہ کیا بم گرا دیا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دنیا کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور جب ہم اس میٹھی آواز کو خود اپنے کانوں سے سنتے ہیں تو فرشتے ہمیں آکر کہتے ہیں دیکھو تمہارا محبوب اور پیارا بنی نوع انسان کا کس قدر خیر خواہ اور مساوات کو کس رنگ میں قائم کرنے والا تھا کہ اس نے فرمایا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ پس اس کے بعد حضرت موسیٰ ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام ان کو یا ان کے ماننے والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کے بعد بھی وہ یہ کہیں کہ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام دوسرے انسانوں سے بحیثیت انسان ارفع اور اعلیٰ تھے

میں انہیں ہمدردی، غمخواری اور پیار و محبت کی بہت سی مثالیں دیتا تھا

جماعتِ احمدیہ کا عمل

ان کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اپنی پچاس سالہ تاریخ ان کے روبرو دہراتا تھا۔ اور میں انہیں بتاتا تھا کہ یہ تو درست ہے کہ آج سے چند صدیاں قبل مسیحیت تمہارے ملکوں میں یہی نعرے لگاتے ہوئے داخل ہوئی تھی کہ ہم پیار کا (Love) کا پیغام لے کر آ رہے ہیں۔ لیکن محبت کے اس پیغام کے جھنڈے ان توپوں پر گاڑے گئے جو یورپ کی مختلف اقوام کی فوجوں کے پاس تھیں۔ اور ان توپوں کے دہانوں سے گولے برسے پھول نہیں برسے۔ اور وہ محبت کا پیغام کامیاب نہیں ہوا۔ اور نہ اسے ہونا چاہیئے تھا۔ نہ وہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس سے بہتر

اس سے زیادہ پیارا پیغام

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کی طرف نازل ہو چکا تھا۔ اب ہم تمہارے پاس محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں اور قریباً پچاس سال سے مختلف ملکوں میں تمہاری خدمت کر رہے ہیں اور تم میں سے ہر شخص بڑا بھی اور چھوٹا بھی حاکم بھی اور محکوم بھی رعایا بھی اور ان کے افسر بھی جانتے ہیں کہ

اس پچاس سالہ تاریخ میں

نہ ہم نے تمہاری سیاست میں دلچسپی لی اور نہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ نہ تمہارے مالوں کی طرف ہم نے حرص کی نگاہ اٹھائی۔ تم جانتے ہو کہ ہم نے جو کچھ کمایا وہ تمہارے ملکوں میں ہی لگا دیا۔ اور تم نے جو کچھ نہیں کمایا بلکہ کسی اور نے کسی اور ملک میں کمایا وہ بھی یہاں لائے اور اسے بھی تمہاری خدمت پر لگا دیا۔ اس کا اس قوم پر اثر ہوتا تھا۔ مثالیں تو بہت ہیں صرف ایک مثال میں دہرا دیتا ہوں

کانو میں ہمارا میڈیکل سنٹر ہے

جو چند سال سے وہاں کام کر رہا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اخراجات نکالنے کے بعد ۱۵ ہزار پونڈ سے زیادہ یعنی ۳ لاکھ روپے سے زیادہ کی رقم بچی ہوئی تھی چنانچہ گزشتہ دو ایک سال میں یہ ساری کی ساری رقم اس ہسپتال (یعنی جو پہلے کلینک تھا) کی عمارت پر لگا دی گئی۔ بلکہ کچھ قرض لے کر لگا دیا گیا کہ جو اس سے آمد ہو گی اس میں سے ایک دو سال کے اندر واپس کر دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ شاید ۲۰ یا ۲۵ ہزار پونڈ کی رقم لگا کر ایک خوبصورت ہسپتال بنا دیا گیا۔ غرض ان ممالک میں سے ایک دھیلا نہیں نکالا۔ لیکن وہ جو ہم سے پہلے محبت کا پیغام لے کر ان ممالک میں گئے تھے انہوں نے وہاں کچھ چھوڑا ہی نہیں

پہلا ملک نائیجیریا تھا

جہاں میں داخل ہوا۔ ایک روز میں سوچ رہا تھا۔ ان کے حالات پر غور کر رہا تھا میں نے ایک افریقن دوست سے کہا کہ یہ دیکھ کر مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ تمہارے پاس سب کچھ تھا لیکن تمہیں ہر چیز سے ہی محروم کر دیا گیا۔ چنانچہ اس سے اگلے روز جب میں ان کے ہیڈ آف دی سٹیٹ سے ملا تو ان سے میں نے کہا کہ کل میں نے ایک دوست سے کہا تھا کہ صدیوں کی حکومت کے بعد ایک حقیر اور دیوالیہ ملک چھوڑ کر یہ اقوام پیچھے ہٹ گئیں اور ان کا سب کچھ وہاں سے لے گئیں لیکن جماعت احمدیہ اپنے پیسوں پر، اپنے پیسے لے کر وہاں پہنچی اور کام شروع کیا اور وہاں جو کمایا وہیں ان کی بہبودی پر لگا دیا۔

محبت کا یہ عملی پیغام

دلوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہا۔ ان کے دل،

احمدی مسلمان ہوں یا عیسائی یا بد مذہب ہوں احمدیت کے روپ میں اسلام کے حسن کو دیکھ کہ اس کے گرویدہ ہیں اور وہ احمدیت سے پیار کرتے ہیں۔ بد مذہب والے بھی اور لامذہب" دہریہ یا پرانے مذاہب کے نشان و آثار رکھنے والے بھی احمدیت سے پیار کرتے ہیں اور اس چیز کا میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

میں نے نائجیریا میں ہی ایک نظارہ دیکھا کہ

پچاس ہزار سے زیادہ لوگ

(جن میں غیر مسلموں کی اکثریت تھی) مجھے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگے۔ وہ مجھے دیکھتے اور خوشی سے ناچنے لگتے تھے کئی کئی میل تک دو رویہ سے آئے ہوئے دو دست مرد و زن قطار اندر قطار کھڑے تھے۔ ایک ایک احمدی قطار میں تھا اور اس کے پیچھے چھ چھ سات سات غیر مسلم ہوتے تھے۔ غیر احمدی بھی تھے اور غیر مسلم بھی تھے۔ غیر مسلم کو تو میں صرف ان کے ناچ کی وجہ سے پہچانتا ہوں کیونکہ خوشی کے اظہار کے لئے ان کا یہ طریق ہے۔ وہ مرد و زن ایک چیخ مارتے تھے۔ اور پھر ناچنا شروع کر دیتے تھے۔ جس سے میں سمجھ لیتا تھا کہ یہ یا تو عیسائی ہیں یا بد مذہب ہیں

کس چیز نے انہیں اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ ایک غیر معروف اور ان جانے انسان کو دیکھیں اور خوشی سے ناچنا شروع کر دیں ان کے دلوں میں

احمدیت کے حسن سلوک

اور احمدیت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حسین چہرہ انہوں نے دیکھا اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ احمدیت کے ذریعہ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عکس دیکھا اور وہ اس پر فریفتہ تھے اور یہ میں غیروں کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی اپنوں کی بات میں نہیں کر رہا) اور میں نے لاکھوں آدمی ایسے دیکھے جب۔

میں نے گوون کو کہا

کہ میں بڑا خوش ہوں تمہارے ملک میں ہر شخص ہنستا اور مطمئن نظر آتا ہے۔ میں نے خود پچاس ہزار سے لاکھ تک مسکراہٹیں ایک دن میں وصول کیں۔ جب بھی میں نے کسی کی طرف مسکرا کر دیکھا اس نے بھی میری طرف مسکرا کر دیکھا اور خوشی ہوئی۔ ایک دن میں پچاس ہزار سے لاکھ تک مسکراہٹیں وصول کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ مسکرا مسکرا کر میرے تو جبڑے بھی تھک جاتے تھے لیکن یہ ان کا حق تھا اور میں ان کا یہ حق دیتا تھا چنانچہ گوون بڑا خوش ہوا وہ خود بڑا پکا عیسائی ہے (میں اس خطبہ میں صرف اصولی باتیں بیان کر رہا ہوں، تفصیل میں نہیں جا رہا۔ سوائے اس کے کہ کسی تفصیل کو اصول کے بیان کرنے کے لئے بتاؤں) بہر حال وہ عیسائی ہونے کے باوجود

جماعت کا گرویدہ

بھی ہے۔ یعنی مذہب کا نور تو اس پر نہیں چمکا لیکن پیار کا جو پیغام تھا اس سے وہ متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکا۔

میں جب اس سے ملنے کے لئے گیا تو یہ ۳۵ سالہ نوجوان (اس عمر میں ویسے ہی انسان کا سر پھرا ہوا ہوتا ہے) جس نے سول وار (خانہ جنگی) بھی ابھی جیتی تھی اور اس ملاقات سے کچھ عرصہ پہلے بیافرا نے سرنڈر surrender کیا تھا۔ وہ (Civil War) خانہ جنگی جیتی تھی جس میں غیر ممالک اور غیر ملکی مشنریز نے اس کے خلاف کام کیا تھا اور اس نے ان تمام کے منصوبے خاک میں ملا دیئے تھے۔ اس حالت میں میں اس سے ملا۔ وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ میری ملاقات سے کم و بیش تین ہفتے پہلے سارے ویسٹ افریقہ کا آرچ بشپ اسے ملنے آیا اس نے اسے ٹھیک طرح منہ نہیں لگایا اور اسے دعا تک کے لئے نہیں کہا حالانکہ وہ بھی عیسائی اور ان کا سردار تھا۔ بلکہ اس آرچ بشپ نے اپنی خفت مٹانے کے لئے خود ہی چلتے ہوئے کہا اچھا اب میں آپ کے لئے دعا کر دیتا ہوں

لیکن جس وقت میں اس سے ملنے کے لئے گیا تو جماعت کی اتنی قدر (اپری سی ایشن) Appreciation اس کے دل میں تھی کہ بیٹھتے ہی اس نے کہا

ہمارے لئے دعا کریں

میں نے جواباً کہا کہ میں تو دعا کرتا ہوں اور میں آپ کے لئے بھی دعا کروں گا لیکن جب میں نے نظر اٹھا کر اس کے چہرے کے آثار دیکھے تو میں نے سمجھا کہ وہ میری اس کی بات نہیں سمجھ سکا۔ میں نے پھر اس سے پوچھا کہ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں اسی وقت خاص طریقے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کروں؟ کہنے لگا ہاں میرا یہی مطلب ہے۔ چنانچہ

میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

اور وہ بھی اپنے رنگ میں اس میں شامل ہوا۔ غالباً تصویر بھی چھپ گئی ہے دعا کریں کہ جو ہاتھ یوں بندھے ہوئے نظر آتے ہیں کسی دن کھل جائیں۔ بفضلہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے) وہ دل کا بڑا اچھا ہے

پھر اس نے مسلمان مذہبی امام سے کھل کر یہ بات بھی کی کہ ان غیر ممالک نے اور غیر ممالک کے مشنریز نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ ہمارے ملک کو تباہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ان کے برے منصوبوں سے محفوظ رکھا اور ہمارے ملک میں وہ تباہی نہیں آئی جو یہ چاہتے تھے کہ یہاں تباہی برپا ہو۔

جماعت کی تعریف

کے علاوہ اس نے مجھے یہ کہا کہ ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ تمام مذاہب کے لوگ یہاں بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ ہمارے ملک سے اچھے ہیں۔ انہیں یہ علم حاصل ہو چکا ہے اور یہ اس حقیقت کی شناخت حاصل کر چکے ہیں کہ مذہب کا تعلق دل سے ہے۔ طاقت کے زور سے زبان سے تو کچھ کہلوایا جا سکتا ہے لیکن دل نہیں بدلے جا سکتے۔ ساری دنیا کے ہائیڈروجن بم مل کر بھی کسی ایک آدمی کے دل میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے۔ یہ ناممکن بات ہے البتہ یہ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ ہے

جس نے اربوں ارب انسانوں کے دلوں میں تبدیلی پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے کوثر کا جو وعدہ دیا تھا وہ پورا کیا۔ اس وقت بھی اور پھر اس وقت سے لے کر اب تک، اور پھر قیامت تک ایسے لاکھوں کروڑوں اربوں انسان پیدا ہوتے رہیں گے جو اس مذہبی حسن کے گرویدہ ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے ہوں گے۔

پس ان قوموں کو زندگی کی حقیقت معلوم ہو چکی ہے اور اس لحاظ سے وہ بڑے خوش قسمت ہیں اور میں نے کہا تھا گوون نے کہ ان کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کے ملک میں تمام مذاہب، تمام فرقے امن سے رہ رہے ہیں۔ کوئی کسی کے خلاف زبان درازی نہیں کرتا۔ الا ماشاء اللہ۔ شاید کوئی استثنا ہو جیسے وہ قوم بہر حال پسند نہیں کرتی

ایک اور مثال دے دیتا ہوں۔ گھانا میں اکرا کے مقام پر ہمارا ایک سکول ہے اور پھر ایک سینکڑوں میل کے فاصلے پر کماسی میں ہمارا ایک سکول ہے۔ کماسی سے ستر میل پر

پنچھی مال ایک جگہ ہے

وہاں ہمارے افریقن بھائی عبدالوہاب بن آدم صاحب بطور مبلغ رہتے ہیں وہ بڑا ہی اچھا کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی اور ان کی بیوی بھی۔ بچوں میں قرآن کریم اور مذہبی تعلیم احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق پیدا کر دیا ہے۔ ان بچوں کو جب آپ دیکھیں تو آپ کے بچوں کو رشک آجائے اور آپ کو بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں وہ ایسے قصیدے پڑھتے ہیں کہ انسان کیلئے اپنے جذبات پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور نڈر ہو کر لاؤڈ سپیکر لگا کر لاکھوں کی آبادی کے شہروں میں گاتے پھرتے ہیں کہ

جس مسیح کی انتظار تھی وہ آگیا

مثلاً جب ہم ابادان گئے۔ یہ شہر لیگوس کے برابر ہے پہلے بڑا تھا اب کم ہے۔ اس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے انہوں نے سارے شہر میں یہ منادی کی کہ جس مہدی کی انتظار تھی وہ آگیا۔ اور اس کا نائب اور تیسرا خلیفہ تمہارے اندر موجود ہے۔ اس سے برکتیں حاصل کرو۔ انہوں نے نڈر ہو کر سارے شہر میں اونچی منادی کی۔ پھر بچے ہی گاتے ہیں کہ مہدی آگیا۔ انسان اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا۔

پس انہوں نے اس بنیادی حقیقت کو جان لیا ہے کہ مذہب کا معاملہ دل سے ہے۔ طاقت اور زور کے ساتھ دل نہیں بدلا جا سکتا۔ اور چونکہ وہ اس کو شناخت کر چکے ہیں اس لئے ہمیں بڑی امید ہے کیونکہ

ہمارے پاس پیغام ہی پیار کا ہے

اخوت کا ہے اور ہمدردی کا ہے اور غمخواری کا ہے۔ اور مساوات انسانی کا ہے۔ میں نے عیسائیوں میں سے کسی سے بات نہیں کی جس نے آگے سے یہ نہ کہا ہو کہ جو آپ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے

میں نے لائبیریا میں ایک بارہ تیرہ سال کے بچے سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے غالباً جانسن کہا۔ میں نے کہا آج اس وقت کے بعد تمہارا نام جمیل ناصر ہے اور تم مسلمان ہو۔ وہ کہنے لگا Yes Sir وہ بچہ ہمارے امین اللہ خان سالک کے ہاں کام کرتا ہے۔ انہوں نے اگلے روز بتایا کہ اس نے گھر جا کر کہا کہ میرا نام اب جانسن نہیں ہے۔ میرا نام جمیل ناصر ہے اور

میں مسلمان ہوں

دعائے مغفرت: میرے والد سلیمان خان صاحب ۱۰ جولائی کو ۸۰ سال وفات پا گئے ہیں دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ ظہور حسن خان بی ڈی او کورنگ اڑیسہ

ان کے دل ہم نے جیت لئے ہیں لیکن ان کے مونہوں سے کہلوانا ہمارا کام ہے۔ ہم بہتوں تک پہنچے ہی نہیں۔ ایک جگہ ایرڈدرم پر ایک ترک دنیا نداز لڑکی سے ہمیں پتہ لگا کہ ہم بہت سی جگہ غفلت کر جاتے ہیں۔ تبلیغ نہیں کرتے۔ یا اتنی قربانی نہیں دیتے جتنی ہمیں قربانی دینی چاہیئے۔ اس لڑکی کو دلچسپی پیدا ہوئی۔ اس نے چوہدری محمد علی صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور میں ان سے ملنا چاہتی ہوں (بعد میں وہ منصورہ بیگم سے بڑے پیار سے ملیں بھی) چوہدری صاحب نے کہا کہ امام مہدی آ گئے ہیں اور یہ ان کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ اس نے آگے سے جو جواب دیا وہ دل میں بڑا درد اور دکھ پیدا کرنے والا ہے وہ کہنے لگی کہ اگر امام مہدی آ گئے ہیں تو مجھے کیوں علم نہیں

بات اس کی ٹھیک ہے

ہماری غفلت ہے۔ انہوں نے اسے یہی جواب دیا کہ یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم نے تمہیں بتایا نہیں۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ اگر امام مہدی آ گئے ہیں تو مجھے اس کا کیوں علم نہیں ہوا۔ میرے پاس کوئی بتانے والا کیوں نہیں آیا کہ امام مہدی آ گئے ہیں

بس

دنیا یہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے

کہ اگر مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آ گئے ہیں تو ہمیں کیوں علم نہیں ہوا۔ دنیا کو بتانا ایک احمدی کا فرض تھا آسمان سے فرشتوں نے آ کر نہیں بتانا اور اسی کی طرف میں انشاء اللہ آپ کو اس خطبہ میں لے کر آؤں گا۔ یہ محبت کا پیغام روزِ روشن کی طرح ان ممالک میں بھی اور جہاں میں نہیں جا سکا وہاں بھی الذریعیاں ہو چکا ہے۔ وہ اب ماننے لگ گئے ہیں کہ احمدی محبت اور پیار اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات کا پیغام لے کر ہمارے ملکوں میں آئے ہیں۔ مجھے بہت سے دوسرے ممالک کے سفراء ملے اور مجھ سے یہ کہنے لگے کہ ہم نے کیا قصور کیا تھا کہ آپ نے اپنے دورہ میں ہمارے ملکوں کو شامل نہیں کیا۔ میں ان کو کیا کہتا کہ تمہارا قصور ہے یا نہیں۔ بہرحال اس سے پتہ لگتا ہے کہ

انہیں احمدیت کی طرف توجہ ہے

دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے بہت ساری تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں کے آخری نتائج کو سنبھالنا انسان کا کام ہوتا ہے اور یہ جماعت احمدیہ کا کام ہے۔

ان لوگوں میں ایک اور خوبی مجھے یہ نظر آئی کہ

وہ صفائی کا بڑا خیال رکھتے ہیں

یہاں تو یہ مشہور ہے کہ بڑی گندی اور بدبودار قومیں ہیں۔

اب خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف گھانا کے ملک میں منصورہ بیگم کے عورتوں سے مصافحے اور میرے مردوں سے جو مصافحے ہوئے ان کا ۲۵ ہزار سے زاید کا اندازہ ہے۔ لیکن مختلف جلسوں میں شمولیت اگر ۲۵-۳۰ ہزار مرد و زن کریں تو اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اشنٹی وہاں کی ساری بالغ آبادی دو اور تین لاکھ کے درمیان ہے بچے اور بچیوں کو چھوڑ کر۔ یقیناً اتنی آبادی ہو گی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی آبادی ہے۔ اور سارے ممالک میں تو ہم نے بہت زیادہ مصافحے کئے ہیں۔ اور میں نے ہزاروں معانقے کئے ہیں اور میرے خیال میں ہزاروں ہی کی تعداد میں بچوں سے پیار کیا ہے اور سارے دورے کے اندر سوائے ایک یا دو کے کسی سے بدبو نہیں آئی۔ ہزاروں میں سے ایک دو کا ہونا محض استثناء ہے۔ غرض ان میں بدبو نہیں ہے وہ اتنے صاف لوگ ہیں اور صفائی کے اتنے شوقین ہیں کہ ان چھ ملکوں میں سے کسی جگہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے پانی نظر آیا ہو اور وہاں افریقن کپڑے نہ دھو رہے ہوں۔

میں نے بڑا غور کیا

جہاں کہیں بھی مجھے پانی نظر آیا میں نے اس پر افریقنوں کو کپڑے دھوتے ہوئے پایا۔ وہ دن میں تین دفعہ نہاتے ہیں یہاں بھی اگر میں پوچھوں (لیکن میں پوچھوں گا نہیں) تو شاید سینکڑوں ہی ایسے نکلیں جو دن میں دو دفعہ نہاتے ہوں۔ مگر وہ دن میں تین دفعہ نہاتے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو دن میں پانچ دفعہ کپڑے بدلتے ہیں۔ وہ جبوں کے بڑے شوقین ہیں (مجھے بھی انہوں نے بڑے پیار سے ان جبوں کے تحفے دئے ہیں) بس دن میں کئی بار جبے بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان جبوں کے ساتھ ان کی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں۔ پہچاننا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ بس بہت صاف ملک ہیں لوگ بڑے صاف رہتے ہیں

دل سے دعا نکلتی تھی

کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ظاہری صفائی کی توفیق عطا کی ہے اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے کہ ان کی باطنی صفائی کے بھی سامان ہو جائیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم نے جا کر ان کی باطنی صفائی کے انتظام کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی باطنی صفائی کے جمعدار ہمیں بنایا ہے۔ ہمارے سوا دوسرا کوئی باطنی صفائی کر ہی نہیں سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے

اس کام کے لئے آپ کو چنا ہے

اور سوائے آپ کے کسی کو نہیں چنا پھر یہ تو بڑی ناشکری ہو گی کہ ہم اپنے کام سے گھبرا جائیں

میں نے ان کو وہاں یہ بھی کہا کہ میں یہاں آیا ہوں اور تم خوش ہو۔ خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی۔ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ میری نظریں شرم سے جھک جاتی تھیں اور مجھ میں

خدا تعالیٰ کی حمد

کی طاقت نہیں ہے۔ وہ مصافحہ کرتے تھے اور خاموشی سے چہرہ دیکھنے لگ جاتے تھے پیچھے سے دوسرا آدمی ٹہوکا دیتا تھا کہ چلو آگے۔ لیکن یہ نہیں کہ کوئی بات کرنی ہے اس لئے ٹھہر گئے ہیں۔ بس چہرہ دیکھے جا رہے ہیں کئی ایک سے میں نے پوچھا بھی کیا سیری نہیں ہوتی دیکھتے چلے جاتے ہو اور اتنا پیار دیکھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ وہ احمدیت سے پیار ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار ہے، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے وہ اللہ تعالیٰ سے پیار ہے کہ ان کے ذریعہ سے (اصل تو توحید کا قیام ہے) خدا تعالیٰ کے پیار کو دنیا میں قائم کیا گیا ہے۔ وہی ایک واحد و یگانہ ہے۔ باقی تو سارا فسانہ ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات

ہی حقیقت اور وہی باقی رہنے والی ہستی ہے۔

مثلاً ایک بڑھیا جسے پوری طرح نظر بھی نہیں آتا تھا سفر بھی نہیں کر سکتی تھی اس نے دو مہینے خرچ کر کے ایک ٹوکرا بنایا اور اپنی بیٹی کو بھیجا اور تاکید کی کہ اپنے ہاتھ سے دینا اور دعا کے لئے کہنا ہے۔ وہ بچی کہنے لگی کہ میری ماں سفر نہیں کر سکتی تھی مجھے اس نے یہ ٹوکرا دے کر بھیجا ہے۔ اس کے بنانے پر اس نے دو ماہ خرچ کئے ہیں۔ ہمارے ساتھیوں سے غلطی ہوئی وہ ٹوکرا سیرالیون میں رہ گیا میں نے کہا یہ ٹوکرا پیچھے نہیں رہے گا۔ چنانچہ وہاں تار دی اور اسے ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن منگوا دیا اور اب اسے میں یہاں لے آیا ہوں

میں نے ان سے کہا کہ تم یہ دیکھتے ہو کہ بازار میں اس کی قیمت دس روپے ہے۔ اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ جس پیار نے اس کو بنایا ہے دنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ یہ تو میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔

بعض نے کہا کہ یہ کپڑا چھ ماہ سے تیار کرنا شروع کیا تھا۔ اور اب ہم تیار کر کے اس کو آپ کے لئے لائے ہیں۔ دھاگہ بھی ہم نے بنایا پھر کپڑا بھی ہم نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اسے آخری شکل جو دینی تھی وہ بھی اپنے ہاتھ سے دی۔ یہ کھدر کے بڑے موٹے وزنی کپڑے ہیں۔ آپ انہیں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ بازار میں شاید سات ساڑھے سات روپے میں مل جائیں۔ لیکن میں نے کہا میں ان کو نہیں چھوڑوں گا چاہے ان کے کرایہ پر ہزاروں روپے ہی کیوں نہ خرچ کرنے پڑیں۔ کچھ ہمارے ساتھ آ گئے ہیں کچھ کے یہاں لانے کا ہم انتظام کر کے آئے ہیں۔ وہ سارے انشاء اللہ یہاں پہنچ جائیں گے

پس احمدیت کے ساتھ ان کا اس قسم کا پیار ہے۔

وہ احمدیت کے فدائی ہیں

بالکل فدا ہیں۔ لیگوس میں ہم پہنچے تو ہوٹل کے باہر سینکڑوں بچے تھے جو احمدیت زندہ باد اسلام زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ "زندہ باد" کا لفظ استعمال کرتے ہیں کیونکہ اسے سارے سمجھتے ہیں نیز "اھلاً و سھلاً" کہہ رہے تھے۔ بس وہ نعرے لگا رہے تھے جب میں آگے بڑھا تو ہمارے احمدی بھائی نعرے لگاتے ہوئے اس کے ایک بہت بڑے ہال میں داخل ہو گئے۔ چوتھی منزل پر ہمارے کمرے تھے۔ جب ہم سیڑھیاں چڑھنے لگے تو یہ بھی نعرے لگاتے ہوئے ساتھ جا رہے تھے یہاں تک کہ دروازہ آ گیا۔ اور یہ بھی ساتھ تھے۔ صرف اُس وقت ہی نہیں بلکہ اگر دن میں مجھے تین دفعہ نیچے اترنا ہوتا تو وہی نعرے لگتے لگتے۔ جب بھی میں کمرے سے باہر آتا وہ نعرے لگاتے۔ غیر ملکی یہ دیکھ کر حیران ہوتے اور دلچسپی لیتے اور شاید دل میں غصہ بھی آتا ہو۔ مگر ان کو کسی سے کوئی غرض نہیں تھی وہ تو دل میں ایک جوش تھا کہ احمدیت نے ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن اور حسین چہرہ دکھایا اور

اللہ قادر و توانا سے زندہ تعلق

پیدا کیا۔

بو (Bo) میں ہم گئے تو وہاں گورنمنٹ کی لاج میں اتنا چراغاں تھا کہ جس طرح ربوہ نے چراغاں کیا وہاں بھی چراغاں تھا۔ ہمارے

ایک دوست نے کہا کہ آپ نے تکلف کیا ہے آپ نے یہاں اتنا خرچ کر دیا ہے۔ اس نے آگے سے جواب دیا کہ ہمارے دلوں میں چراغاں ہو رہا ہے ہم اپنے در و دیوار کو اس سے محروم کیسے رکھ سکتے ہیں۔ یہ

ان کی تسلی کی کیفیت

ہے اور یہ وہ محبت کا پیغام ہے جسے وہ آگے پہنچا رہے ہیں۔ بس یہ وہ چیز ہے جو غیروں کے دل بھی جیت رہی ہے۔ ریسپشن Reception کما سی میں ریسپشن پر ایک بڑے اثر و رسوخ والا افریقن آیا (وہاں کے جو پیراماؤنٹ چیف ہیں وہ خود گفتگو نہیں کرتے انہوں نے اپنی طرف سے بیچ میں واسطے رکھے ہوئے ہیں اور یہ ان کے سپوکس مین Spokesman کہلاتے ہیں چنانچہ ایک پیراماؤنٹ چیف کا سپوکس مین Spokesman آیا وہ مسلمان نہیں تھا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ میں ڈیڑھ سو میل سے اس لئے آیا ہوں کہ میں بیمار ہوں اور آپ سے میں نے درخواست کرنی تھی کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔

ایک اور پیراماؤنٹ چیف

آئے ہوئے تھے وہ اپنے ساتھ ایک ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کو بھی لائے ہوئے تھے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ میں اتنی دور سے آیا ہوں۔ ہمارے علاقہ میں ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ آپ وہاں ہیلتھ سنٹر کھولیں۔ اور یہ ایم پی (ممبر پارلیمنٹ) جو ہیں یہ اس بات کا ذمہ لیتے ہیں کہ حکومت کے قواعد کے مطابق (جسے Red Tapism ریڈ ٹیپ ازم کہتے ہیں) مختلف دفاتر سے جو کام کروانا ہوگا وہ یہ کروا دیں گے میں نے ان سے کہا ٹھیک ہے آپ یہ کام کروا دیں ہم آدمی بھیج دیں گے۔

میں نے بتایا ہے کہ گورنر نے میرے ساتھ اس طرح گفتگو کی جس طرح کہ بڑا پرانا واقف ہو۔ اس نے جماعت کی تعریف کی جماعتی خدمات کا وہ بہت ہی ممنون تھا اس کے دل میں بھی اور اسی طرح جو دیگر ہیڈز آف سٹیٹ Heads of State ہیں جن سے میں ملا ہوں ان کے دلوں میں بھی جماعت کی بڑی قدر اور وقعت ہے۔ جب تفصیل میں جاؤں گا تو بتاؤں گا کہ سب کی یہی حالت ہے

پھر وہاں

اللہ تعالیٰ کے جو فضل دیکھے

تھوڑے سے ان کے نمونے بتا دیتا ہوں

نائیجیریا سے میں نے کام شروع کیا۔ نائیجیریا کے ایک احمدی گروہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے بغاوت کر کے اور دنیا کی حرص میں وہاں کے سارے سکولوں پر جو آپ نے کھلوائے تھے ناجائز طور پر قبضہ کر لیا۔ غالباً یہ کل گیارہ سکول تھے اور چونکہ اس وقت جماعت کا کوئی "دستور" Constitution نہیں تھا۔ نہیں تھی اس واسطے قانونی طور پر کوئی چارہ جوئی نہ ہو سکتی تھی۔ "دین" میں داخل ہوئے تھے اور "دنیا" کے چھلکے پر ان کے پاؤں پھسل گئے اور سکولوں پر قبضہ کر لیا جو ابھی تک جاری ہے۔ لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ خود ان میں بد اخلاقیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ دین سے کوئی رغبت نہیں رہی سکولوں کو انہوں نے آمدنی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ اور کچھ سکول شاید عنقریب بند بھی ہو جائیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی چکر دیتا ہے۔ میں وہاں یہی سوچ رہا تھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ جو

میری غیرت کا تقاضا تھا

کہ ہم فوری طور پر ۱۶ سکول کھولیں۔ چنانچہ میں نے سمجھدار احباب کی ایک کمیٹی بنائی اور ان سے میں نے کہا کہ اس ملک میں میں نے ۱۶ ہائی سکول کھولنے ہیں اس لئے اس سلسلہ میں پانچ سالہ منصوبہ تیار کرو۔ مجھے یہ غیرت تھی کہ ان کے چھوٹے بڑے ملا کر گیارہ سکول ہیں۔ بس ہم یہاں انشاء اللہ سولہ ہائی سکول کھولیں گے میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ میرے افریقہ چھوڑنے سے پہلے پہلے اس کمیٹی کی پہلی رپورٹ مجھے ملنی چاہیئے اور انہیں میں نے یہ ہدایت کی کہ

نقشے سامنے رکھو اور مشورے کرو

اور دیکھو کہ کہاں کہاں سکول کھلنے چاہئیں بہر حال ان کی پہلی رپورٹ مجھے وہیں مل گئی تھی۔ لیکن جب میں نے یہ کمیٹی بنائی تو ہوا یہ کہ اگلے روز ویسے ہی بے خیالی میں ریڈیو کو میں نے چلایا خبروں کا وقت تھا۔ اس وقت شمال مغربی سٹیٹ کے گورنر کے انٹرویو کا حصہ دل میں اعلان ہو رہا تھا (یہ شمال مغربی سٹیٹ مسلمانوں کا علاقہ ہے) کہ میری سٹیٹ میں تعلیم بڑی کم ہے اور میں نے ایمرجنسی کا اعلان کر دیا ہے۔ میں اپنے ذرائع اکٹھے کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ عوام میرے ساتھ تعاون کریں گے۔ میں نے ایک دن کمیٹی بنائی تھی۔ چنانچہ جب میں نے یہ خبر سنی تو میں نے اس نو احمدی

دوست، جس کے متعلق آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ میں نے کہا تھا

Before the sun sets

یعنی سورج غروب ہونے سے قبل تم

احمدیت میں داخل

ہو گئے اور وہ ہو گیا تھا۔ یہ ڈپٹی سیکرٹری ہے اور کافی بیتا آدمی ہے اس نے مرسیڈیز کار رکھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم جاؤ اور اس گورنر سے کہو کہ ہم تمہاری سٹیٹ میں فوری طور پر چار سکول کھولتے ہیں دو لڑکیوں کے اور دو لڑکوں کے۔ ہمیں تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔ اور یہ صرف دو قسم کے تعاون ہیں۔ ایک یہ کہ سکول کھولنے کے لئے ہمیں زمین دو۔ کیونکہ یہ ہم باہر سے نہیں لا سکتے اور دوسرے یہ کہ ٹیچرز کے لئے Entry Permit انٹری پرمٹ دو کیونکہ اس کے بغیر وہ تمہاری سٹیٹ میں آ نہیں سکتے۔ چنانچہ وہ اس پیشکش کو سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے ہر قسم کا تعاون کروں گا۔ سکولوں کے اجراء میں آپ ہماری مدد کریں۔ ویسے اس نے یہ بھی کہا کہ ایک فارملی خط بھی دیں کہ

یہ ہم نے پیشکش کی ہے

چنانچہ اس پر اس نے اپنے Land لینڈ ڈیپارٹمنٹ Department کو کہا کہ جہاں بھی یہ زمین پسند کریں وہاں ان کو زمین دی جائے اور محکمہ تعلیم کو کہا کہ ان کی طرف سے محکمہ میں مزید کسی درخواست کے آنے کا انتظار نہ کرو۔ بلکہ جو فارمل کارروائی ہے یعنی فارم وغیرہ بھرنے ہوتے ہیں وہ فارم ان کو بھجوا دو۔ تاکہ یہ کارروائی جلدی ختم ہو جائے۔ سکول ٹیچرز نے آنا ہے اور بہت ساری حکومت سے اجازتیں لینی پڑتی ہیں اور وہ ہمارے "وزیر" سے کہنے لگا (حالانکہ وہ غیر احمدی ہے) کہ میں بہت خوش ہوں آپ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لینے کی پیشکش کی ہے۔ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اگر آپ لوگ نارتھ ویسٹرن سٹیٹ یعنی سکوتو (جو دراصل عثمان بن فودی کا گھر ہے۔ یہ ایک مجدد تھے جو اس علاقے میں پیدا ہوئے تھے۔ میں ان کا ذکر وہاں جانے سے پہلے بھی کر چکا ہوں) کے علاقے کے لوگوں کے دل احمدیت کے لئے جیت لیں تو تمام شمالی مسلم علاقہ احمدی ہو جائے گا۔ اس واسطے آپ کوشش کریں اور یہاں سکول کھولیں۔

پھر اس کے بعد

ہم گیمبیا میں آئے

وہاں غور کیا۔ پھر آئیوری کوسٹ میں مشورے کئے۔ پھر لائبیریا میں گئے وہاں غور کیا اور دوستوں سے مشورے کئے اور منصوبے بنائے وہاں کے صدر سٹب مین بڑے اچھے آدمی ہیں انہوں نے سو ایکڑ کی منظوری دے دی ہے اور اپنے محکمہ کو ہدایت کی ہے کہ یہ زمین جلدی جماعت احمدیہ کو دے دی جائے یہ سو ایکڑ کا اکٹھا قطعہ ہے۔ بڑی زمین ہے۔ انشاء اللہ بہت کچھ بن جائے گا۔ پھر سیرالیون کو ہم نے اپنے

واپسی کے پروگرام

کی وجہ سے چھوڑا تھا کیونکہ ہیگ آنے کے لئے ہم نے یہیں سے جہاز لینا تھا۔ اگر پہلے سیرالیون جاتے پھر گیمبیا جاتے اور پھر سیرالیون جاتے تو یہ امر جماعت کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی کوفت کا باعث ہوتا اس لئے پروگرام یہ بنایا تھا کہ پہلے Over flow اوور فلائی کر کے گیمبیا چلے جائیں یعنی اس ملک (سیرالیون) کے اوپر سے اڑ کر گیمبیا جائیں اور پھر وہاں سے واپس سیرالیون آئیں اور پھر یہاں سے یورپ کو جائیں۔

گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے (میرا اپنا پروگرام نہیں تھا دے بلکہ) بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو۔ اور اس میں

اللہ تعالیٰ بہت برکت دیگا

اور بہت بڑے اور اچھے نتائج نکلیں گے جیز میں بڑا خوش ہوا۔ پہلے اپنا پروگرام اور منصوبہ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے منصوبہ بنا دیا۔

گیمبیا چھوٹا سا ملک ہے میرے آنے کے بعد مولویوں نے بڑی مخالفت شروع کر دی ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں کیونکہ اس آگ میں سے تو ہم نے بہر حال گزرنا ہے۔ ہمارے لئے یہ پیشگوئی ہے کہ آگ تمہارے لئے ضرور جلائی جائے گی۔ جو الہام ہے نا کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے

اس میں دو پیشگوئیاں

ہیں۔ ایک یہ کہ تمہیں راکھ کرنے کے لئے آگ جلائی جائے گی۔ اور دوسری یہ کہ وہ آگ تمہیں راکھ نہیں کر سکے گی بلکہ فائدہ پہنچانے والی ہوگی، تمہاری خدمت کرنے والی ہوگی۔ پس جب اس پیشگوئی کا پہلا حصہ پورا ہوتا ہے یعنی آگ جلائی جاتی ہے

ہم اس سے ڈرتے نہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق

پہلی بات پوری کر دی اور وہ قادر و توانا اپنے دوسرے وعدہ کو بھی ضرور پورا کرے گا۔ اس لئے آگ ہمیں راکھ نہیں کرے گی بلکہ خدمت کرنے والی ہوگی

بہرحال وہاں ہماری مخالفت شروع ہے۔ اور میں خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے آپ بھی دعائیں کریں میں بھی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ مخالفت کی یہ آگ ہمیں جلانے کی بجائے ہماری کامیابیوں پر فتح کے ہار گوندھے اور یہ آگ خوشیاں منانے والی ہو۔ اور اس آگ میں ہمارے اوپر آگ کے شعلوں کی بجائے پھولوں کی پتیاں برسیں۔ یہی ہم سے وعدہ ہے اگر وہ پورا ہوا ہے تو یہ بھی پورا ہوتا چلا جائے گا۔

پھر

جب ہم سیرالیون میں آئے

تو اور زیادہ جرأت تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا تھا کہ کرو خرچ۔ میں اچھے نتائج نکالوں گا۔ چنانچہ وہاں پروگرام بنائے پھر میں لنڈن آیا تو میں نے جماعت ..... کے دوستوں سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تا یہ منشاء معلوم ہوا ہے کہ ان چھ افریقی ممالک میں تم کم از کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کرو (وہ زیادہ ہے یہ پوری سکیم میرے ذہن میں ہے کہ کس کس رنگ میں کام چلانا ہے) لیکن یہ ایک لاکھ پونڈ کی رقم کم سے کم ہے اور اس سلسلہ میں انگلستان کی جماعتوں میں سے مجھے دو سو ایسے مخلص چاہئیں جو دو سو پونڈ فی کس کے حساب سے دیں۔ اور دو سو ایسے مخلصین جو ایک سو پونڈ فی کس کے حساب سے دیں۔ اور باقی جو ہیں وہ ۳۶ سو پونڈ دیں ان میں سے بارہ پونڈ (ایک پونڈ ایک مہینے کے لحاظ سے) فوری طور پر دے دیں میں نے انہیں کہا کہ قبل اس کے کہ میں انگلستان چھوڑوں اس مد میں

دس ہزار پونڈ

جمع ہونے چاہئیں۔ اور اس وقت انگلستان سے روانگی میں بارہ دن باقی تھے۔ چنانچہ دوستوں کے درمیان میں صرف دو گھنٹے بیٹھا ایک جمعہ کے بعد۔ اور دوسرے اتوار کے روز جس میں اور بیرونی آدمی بھی آئے ہوئے تھے اور ان دو گھنٹوں میں ۲۸ ہزار پونڈ کے وعدے ہو گئے تھے اور ۳۰-۳۱ ہزار پونڈ کے درمیان نقد جمع ہو گئے تھے۔ میں نے پھر اپنے سامنے

نیا اکاؤنٹ کھلوایا اور اس کا نام

"نصرت جہاں ریزرو فنڈ"

رکھا ہے۔ یہ اکاؤنٹ وہیں رہے گا وہیں اس میں رقم جمع رہے گی

غرض "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کے نام سے ایک علیحدہ اکاؤنٹ کھلوایا۔ اور اس میں رقم جمع کروائی کیونکہ اس سے پہلے جو رقمیں آرہی تھیں وہ مسجد فنڈ کے اکاؤنٹ میں جا رہی تھیں

میں نے جمعہ کے خطبہ میں انہیں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ ہم یہ رقم خرچ کریں۔ اور

ہسپتالوں اور سکولوں کے لئے

جتنے ڈاکٹر اور ٹیچر چاہئیں وہاں مہیا کریں۔ میں نے دوستوں سے کہا کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ یہ رقم آئے گی یا نہیں یا آئے گی تو کیسے آئے گی مجھے یقین ہے کہ ضرور آئے گی۔ اور نہ یہ خوف ہے کہ کام کرنے کے لئے آدمی ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ یہ ضرور ملیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ کام کرو۔ خدا کہتا ہے تو یہ اس کا کام ہے لیکن جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی فکر کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور قربانی دے دینا کسی کام نہیں آتا جب تک اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول نہ کرے۔ لاکھوں لاکھ قربانیاں حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک رد کی گئیں جن کا ذکر صحائف احادیث نبوی میں موجود ہے پس

مجھے یہ فکر ہے

اور تمہیں بھی یہ فکر کرنی چاہیئے اس لئے دعائیں کرتے رہو کہ اے خدا ہم تیرے عاجز بندے تیرے حضور یہ حقیر قربانیاں پیش کر رہے ہیں تو اپنے فضل اور رحم سے ان قربانیوں کو قبول فرما اور تو ہمیں رضا کی جنت میں داخل فرما۔ سعی مشکور ہو ہماری۔ وہ سعی نہ ہو جو ہمارے منہ پر مار دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہم اسی کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس کا احسان ہے کہ وہ ہماری طرف سے قبول کر لیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اور آپ کا فرمودہ در ثمین میں مندرجہ آمین میں یہ چھوٹا سا مصرع بڑا ہی پیارا ہے ؎

گھر سے تو کچھ نہ لائے

پس یہ ایک حقیقت ہے کسی بات پر ناز کیا؟ اور قربانی کیا؟ اور ایثار کیا؟ اور ہم پیش کیا کر رہے ہیں۔ یہ تو اس کا احسان

ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اے میرے بندے! میں نے جو تمہیں مال دیا تھا وہ تو اب میرے سامنے اخلاص اور پیار سے اور میری محبت میں میرے حضور پیش کر رہا ہے۔ میں اس کو اس طرح قبول کرتا ہوں جس طرح وہ تیرا ہے۔ یہ تو اس کا احسان ہے وہاں افریقہ میں

بچوں نے ایک نظم پڑھی تھی

پوری تو مجھے یاد نہیں عربی ہے اور بہت ہی اچھی ہے۔ بچوں کے نرم نرم ہونٹوں سے بڑی پیاری لگتی تھی ؎

یا ابن آدم المال
مالی والجنة جنتی وانتم عبادی
یا عبادی اشتروا جنتی بمالی

یعنی اے آدم کے بیٹو! مال بھی میرا ہے۔ اور جنت بھی میری ہے اور تم بھی میرے بندے ہو۔ اے میرے بندو! میں تم پر یہ احسان کہ جو میری جنت ہے وہ میرے اس مال سے خرید لو جو میں نے تمہیں دیا ہے بچوں کے نرم نرم ہونٹوں سے نکلی ہوئی یہ نظم بہت ہی پیاری لگتی تھی۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی ہوشمند انسان انکار نہیں کر سکتا کہ

مال بھی اللہ کا اور جنت بھی اللہ کی اور بندہ بھی اللہ کا

اور اللہ تعالیٰ بطور احسان یہ فرماتا ہے کہ میرے مال سے میری جنت خرید لو۔ پس میں نے اپنے بھائیوں سے یہ کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ مال کیسے آئے گا۔ مال تو انشاء اللہ ضرور آئے گا کیونکہ خدا کہتا ہے کہ خرچ کرو۔ اب ایک شخص کو خدا کہے کہ خرچ کرو اور جیبیں اس کی خالی رکھے پھر تو وہ غیر مسلموں کا خدا ہوگا، عیسائیوں کا خدا ہوگا، یا ان مسلمانوں کا خدا ہوگا جو یہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کو سچی خواب بھی نہیں آسکتی۔ ہمارا وہ خدا نہیں۔ ہمارا خدا تو قادر و توانا خدا ہے۔ وہی اللہ جو

ہمارے محبوب محمد صلعم

پر اپنی تمام طاقتوں اور صفات کے ساتھ جلوہ گر ہوا وہ ہم سے بولتا بھی ہے اور ہم دن رات اس کی قوت اور طاقت کے معجزانہ سلوک اپنے ساتھ دیکھتے بھی ہیں۔ فکر یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو سعی مشکور بنا دے۔ یہ نہ ہو کہ خدانخواستہ کہیں ہماری کسی غفلت یا غلطی یا گناہ یا برائی یا کسی وقت کے تکبر کے نتیجہ میں وہ دھتکار دی جائے۔

امام رفیق صاحب نے مجھے کہا وقت

ضرورت ہے اور آپ نے اتنی بڑی رقم جماعت کے ذمہ لگا دی ہے جو فضل عمر فاؤنڈیشن کی ٹوٹل رقم سے دگنی سے بھی زیادہ ہے اور جسے انہوں نے تین سال کی کوششوں کے بعد اکٹھا کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے بڑے دورے کئے۔ ہمارے شیخ مبارک احمد صاحب بھی مہینہ ڈیڑھ مہینہ وہاں رہ کر آئے اور دورے کئے تب جا کر تین سال میں ۲۱ ہزار پونڈ اور میں نے دو گھنٹے میں جو خطاب کیا تھا ان دو گھنٹوں کے اندر

اسی وقت ۲۷-۲۸ ہزار پونڈ کے وعدے

اور کچھ نقد رقم جمع ہو گئی۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا میری طرف سے نہیں تھا۔ لیکن اس کرسی اور مقام کی اللہ تعالیٰ غیرت رکھتا ہے جس مقام پر اس نے مجھے بٹھا دیا ہے۔ امام صاحب مجھے کہتے تھے کہ یہ رقم جمع نہیں ہوتی۔ آپ مجھے مہلت دیں۔ میں دورے کروں گا اور یہ دس ہزار پونڈ کی رقم جمع کروں گا۔ میں یہ سن کر ہنس پڑا۔ میں نے انہیں کہا کہ میں ایک دن کی بھی مہلت نہیں دوں گا۔ اور رقم جمع ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے کہے اور میں وہ بات آپ تک پہنچاؤں اور وہ کام نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔

جس دن میں وہاں سے چلا ہوں اسی دن ان رقوم کو نکال کر جن کی اطلاع ہمیں مل چکی تھی وہ مختلف شہروں سے چل پڑی ہیں دس ہزار چار سو پچاس پونڈ کے لگ بھگ نقد اس مد میں جمع ہو چکے تھے۔ اور اگر ان رقوم کو بھی ملایا جائے جن کی اطلاع ہمیں مل چکی تھی۔ تو پھر گیارہ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کی رقم جمع ہو چکی تھی اور میرا اندازہ ہے کہ ایک مہینے کے اندر وہ

پندرہ ہزار پونڈ سے اوپر

نکل جائیں گے۔ اور ادھر فضل عمر فاؤنڈیشن میں ۲۱ ہزار ٹوٹل اور وہ بھی تین سال کی بڑی کوششوں کے بعد۔ اور ادھر چالیس ہزار اس وقت تک ہو گیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ پچاس ہزار تک پہنچ جاؤ۔ میں بڑا خوش ہوں گا۔ ممکن ہے پچاس ہزار سے بھی اوپر نکل جائیں

میں نے انہیں یہ کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کام کرو

اور میں اس کے مطابق کام کروں گا۔ اب جماعت کو میں نے یہ نہیں کرنے دینا کہ وہ افریقہ والے قوم کہیں کہ کام تمہارے پیسے بھجوا دو اور میں کہوں کہ ہوں تو میں بڑا امیر لیکن میری

دولت کا انحصار صرف ڈالروں پر ہے۔ میرے پاس ڈالروں کے گٹھڑ جمع ہیں اور جب وہ پورے ہو جائیں گے تو میں تمہیں بھجوا دوں گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ کام تو بہرحال ہونا ہے۔ اور تم سے لینا ہے۔ مثلاً انگلستان میں ہمارے بعض ڈاکٹر ہیں وہیں پریکٹس کر رہے ہیں اُن سے میں نے کہا دیکھو! مجھے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تم اخلاص سے اور محبت سے اور ہمدردی سے

میری آواز پر لبیک کہو

ڈاکٹر تو ویسے انشاء اللہ مجھے ضرور ملنے ہیں لیکن تم رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو۔ اگر خود نہیں کرو گے تو میں تمہیں حکم دوں گا اور میرا حکم تمہیں بہرحال ماننا پڑے گا۔ کیونکہ حکم عدولی تو وہی کرے گا جو احمدیت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوگا۔ اور جو احمدیت سے نکل جائے۔ اُس کی نہ مجھے ضرورت ہے نہ میرے اللہ کو ضرورت ہے۔ چنانچہ انہیں بڑی خوشی ہوئی۔ اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ امام رفیق کے پاس بنک کا منیجر آیا ہوا تھا اسی اکاؤنٹ کے کھولنے کے سلسلہ میں۔ بعض فارم پُر کروانے ہوتے ہیں وہ مجھ سے بھی ملنے آیا تو میں نے اسے یہ واقعہ سنایا تو وہ بڑا خوش ہوا اور خوب ہنسا۔ کہنے لگا یہ خوب ہے۔ یا رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو یا پھر میں تمہیں حکم دوں گا جو تمہیں بہرحال ماننا پڑے گا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ کیا ان میں سے کسی نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ جنہوں نے رضاکارانہ طور پر پیش کی ہیں انہیں ثواب بہرحال زیادہ ملے گا

اِس وقت حالت یہ ہے

کہ اگر ہم ۳۰ میڈیکل سنٹر کھول دیں تو اس کا وہاں اتنا اچھا اثر پیدا ہوگا کہ ہم ایک ایک ملک میں ہر سال ایک ایک نیا ہائی سکول کھولتے چلے جائیں گے۔ اس دورہ سے جماعت کو اور مجھے جو سب سے بڑا فائدہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے وہاں کے سارے حالات دیکھے اور اب میں علیٰ وجہ البصیرت کوئی کام کر سکتا ہوں پہلے تو میں رپورٹوں پر فیصلے کیا کرتا تھا اب میں ہر آدمی کو جانتا ہوں ویسے

اللہ تعالیٰ کے فضل کا یہ حال ہے

کہ پچھلی جماعتی الیکشن پر ہمارے غانا کے پریذیڈنٹ صاحب کے دماغ میں یہ کیڑا پیدا ہوا اور انہوں نے یہ کہا کہ اگر مجھے دوبارہ منتخب نہ کیا گیا تو میں فساد پیدا کروں گا۔ مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے انہیں تار دی کہ تم انتخاب نہ کراؤ۔ میں خود انتظام کروں گا۔ یہ دو مہینے پہلے کی بات تھی۔ اب جب میں وہاں گیا تو ایک مجلس عاملہ اور دوسرے کرتا دھرتا افریقن بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان کی طرف دیکھ کر یہ فقرہ کہا کہ میں نے Ex President (یعنی سابق پریذیڈنٹ) کے لئے ایک تحفہ رکھا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کے کان میں یہ بات پڑ جائے اور وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں۔ سب نے یہ سُنا اور سمجھ گئے۔ پھر میں نے ایک دن مجلس عاملہ کی میٹنگ بلا کر کہا کہ دیکھو! دُنیا کی کوئی قوم اور جماعت ترقی نہیں کیا کرتی جب تک وہ

اپنے سابق عہدیداروں کی عزت اور تعظیم

نہ کرے۔ مثلاً ایک ملک اگر ایسا ہو کہ وہ سیاسی طور پر سابق پریذیڈنٹ کو کتا کہنے لگ جائے تو جب چار پانچ کتے بن جائیں یعنی جب بھی پریذیڈنسی سے ہٹیں گے وہ کُتے کہلائیں گے اور جب وہ ہٹ جائیں گے تو غیر ممالک والے یہی سمجھیں گے کہ کتوں کی قوم ہے کتوں کو پریذیڈنٹ بناتی ہے پس دنیا میں ترقی کرنے اور دنیا کے وقار اور عزت کو حاصل کرنے والی قوم کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو اہل ہو اسی کو عہدیدار بنائیں اور جب یہ عہدیدار بدلے تو اُس کی اسی طرح عزت و تکریم کریں جس طرح اس کی عہدیدار ہونے کی حیثیت میں کرتے تھے۔ کسی عربی شاعر نے کہا کہ ہم سرداروں کی قوم ہیں اور میرے پیچھے سرداروں کا ایک Queue لگا ہوا ہے۔ جب ہماری قوم کا ایک سردار اِس دُنیا سے چلا جاتا ہے تو پچھلا ایک قدم آگے بڑھ کر اُس کی جگہ لے لیتا ہے اور وہ سردار بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سرداروں کی قوم ہے۔ جماعت احمدیہ بھی سرداروں کی قوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کو سرداری کے لئے اور قیادت کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے۔

نظامِ احمدیت میں

ہر ایکس × (یعنی سابق) اچھا ہے۔ اگر اچھا نہیں تو تم جنہیں خدا نے کہا تھا کہ امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو تم نے کیوں ایسا نہ کیا اور اگر یہ امانت اہل کے سپرد کی تھی تو پھر اس کی عزت اور تکریم ضروری ہے۔ اس طرح جب میں ان کو سمجھا چکا تو پھر میں نے انہیں کہا کہ دو ماہ پہلے تمہارا انتخاب ہونا تھا مگر نہیں ہوا کیونکہ میں نے منع کر دیا تھا۔ قانونی طور پر اِس وقت جو عہدیدار ہیں وہ میرے ہی مقرر کردہ ہیں کیونکہ الیکشن تو نہیں ہوا۔ اور اب میں ان کو بدلنا چاہتا ہوں اور میں مشورہ کے بعد سارے بدل دوں گا۔ اور اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ تمہارے سابق پریذیڈنٹ ہیں۔ ان کی عزت کرنی ہے۔ پھر جس طرح بچوں کو پیار کرتے ہیں اسی طرح ان کو پیار دیا۔ ایک تحفہ بھی دیا اور اس طرح اُن کو خوشی خوشی علیحدہ کر دیا۔ لیکن

اللہ کی شان دیکھو

ان کے خلاف ایک مقدمہ چل رہا تھا انہوں نے یہ نالائقی کی کہ مجھ سے دعا بھی نہیں کروائی۔ شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی دوسرا نشان دکھانا تھا۔ میں اُس ملک سے دوسرے ملک میں چلا گیا اور ابھی پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ مجھے اطلاع آئی کہ ان کو ایک سال کی قید ہو گئی ہے اور وہ جیل چلے گئے ہیں۔ میں بہت خوش ہوا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس مقدمے کے فیصلے سے پانچ دن پہلے مجھ سے فیصلہ کروایا اور اس فیصلے کو روکے رکھا کہ دنیا یہ نہ کہے کہ جماعت احمدیہ کا پریذیڈنٹ قید میں گیا ہے۔ اب وہ پریذیڈنٹ نہیں۔ پریذیڈنٹ کے عہدے سے ہٹ گیا ہوا ہے۔ اور وہاں کی جماعت نے اس کو محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ کی شان ظاہر ہوئی ہے۔ اور بڑے خوش ہوئے کہ دیکھو حضرت صاحب نے فیصلہ کیا اور پانچ دن کے بعد وہ فیصلہ ہو گیا، جو جماعت کی بدنامی کا باعث بن سکتا تھا۔

پس یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اور بڑی چیزیں سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں اور میں نے وہاں

اللہ تعالیٰ کے اتنے فضلوں کو دیکھا

ہے کہ کہ

تھی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے

اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شعر کے مطابق

ہُوا میں اس کے فضلوں کا منادی

کیونکہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی گھڑی ایسی نہیں پائی جس میں اللہ تعالیٰ کا فضل نازل نہ ہوا ہو اور کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں انسان پر یہ ذمہ داری عاید نہ ہوتی ہو کہ وہ اس کے فضلوں کا منادی بنے

اتنے فضل ہیں اتنے فضل ہیں

کہ شمار نہیں کئے جا سکتے آپ یہ سوچیں کہ مسافت ہزار میل کے فاصلہ پر مغربی افریقہ کے ممالک ہیں۔ جب انہوں نے بڑی محبت اور خوشی کے اظہار کئے تو میں نے بڑی استغفار کی۔ بڑی دعا کی ان لوگوں کے لئے بڑا فکر اور غور کیا۔ پھر مجھے مسئلہ سمجھ میں آ گیا۔ وہاں پہنچنے کے چند دن بعد ایک دن کھڑا ہوا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ آپ بہت خوش نظر آتے ہیں اور آپ خوشی کے مستحق ہیں اس لئے آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔ آپ اس لئے خوش ہیں کہ

جماعت احمدیہ کی قریباً اسّی سالہ تاریخ میں

یہ پہلا موقع ہے اور آپ لوگوں کی زندگیوں میں بھی یہ پہلا موقع ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ محبوب مہدی جو امت محمدیہ میں داخل ہو چکا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا کہ بے شمار فدائی تجھے دئے جائیں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے پر اس اُمتِ مسلمہ میں سے جو اتنی بڑی ہے کہ اس کا شمار نہیں صرف ایک کو چنا اور اس کے متعلق فرمایا اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا۔ اپنا مہدی کہا اور صرف اس ایک کے متعلق فرمایا کہ جب بھی وہ آئے تو جو بھی اُمتِ محمدیہ کے افراد اس زمانہ میں ہوں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ میری طرف سے اسے سلام پہنچائیں

بڑی قدردانی اور پیار

کا اظہار ہے۔ یہ اتنی قدردانی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ محبوب اور وہ وجود جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا تھا آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محبوب کا ایک خلیفہ تمہارے درمیان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ توفیق عطا کی ہے کہ تم اسے دیکھو، تم اس سے باتیں کرو اور تم اس کی باتیں سنو۔ اس کے وجود اور اس کے کلمات سے برکت حاصل کرو۔

خوش ہو اور خوشی سے اچھلو

کہ آج کا دن تمہارے خوش ہونے کا دن ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ تم بھی خوش ہو اور میں بھی خوش۔ تم تو اس لئے خوش ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب روحانی فرزند کا ایک خلیفہ تم میں موجود ہے اور میں اس لئے خوش ہوں کہ آج سے اسّی سال قبل ایک بکہ و تنہا آواز ایک Unknown (اَن نون) یعنی غیر معروف گاؤں سے اٹھی تھی جس کا مقصد اللہ کے حکم، اشارہ کی توحید کو قائم کرنا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو دنیا پر

ظاہر کرتا تھا۔ لیکن تھی وہ اکیلی آواز! مگر دنیا نے اسے نہیں پہچانا۔ اور ساری دنیا اپنی طاقتوں کے ساتھ اس آواز کو خاموش کرنے کے لئے اکٹھی ہو گئی مگر ساری

دنیا کی ساری طاقتیں

اس آواز کو خاموش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ تمہارے مونہوں سے جو درود نکل رہا ہے تمہارے چہروں پر جو محبت کی بشاشت ہے۔ تم میں سے ہر فرد دلیل ہے اس بات کی کہ وہ اکیلی آواز ایک سچے اور صادق کی آواز تھی۔ جھوٹے کی آواز نہیں تھی۔ اور جب میں یہ دیکھتا ہوں تو میں بھی بڑا خوش ہوں۔ تم اپنی جگہ پر خوش ہو کہ تم نے مجھے دیکھا اور میں اپنی جگہ پر خوش ہوں کہ میں نے تمہیں دیکھا سات ہزار میل دور نہ کبھی تم وہاں گئے نہ دیکھا۔ مگر

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے

تمہارے دلوں کو بدل دیا اور تمہارے دلوں میں اس محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو پیدا کر دیا۔ وہ آواز جس کو خاموش کرنے کے لئے ساری دنیا کی طاقتیں مسلمان بھی، عیسائی بھی ہندو بھی، یہودی بھی اور بدھ بھی، غرض ساری طاقتیں اکٹھی ہو گئی تھیں اور سب یہ دعوے کرتے تھے کہ وہ اس آواز کو خاموش کر دیں گے۔ مگر خدا نے کہا کہ یہ دنیا تو کیا اس قسم کی ہزار دنیا اور ہزار دنیا کی سب طاقتیں آ جائیں تب بھی یہ آواز خاموش نہیں کی جا سکے گی۔ کیونکہ یہ میری آواز ہے۔ یہ اس بندے کی آواز نہیں۔ اور تم دلیل ہو اس بات کی کہ وہ سچا تھا۔ ورنہ یہاں نہ وہ جماعتیں پیدا ہو سکتیں جو ہو گئیں۔ نہ ہی ان دلوں میں وہ محبت پیدا ہو سکتی جو پیدا ہوئی۔ نہ میں اس پیار کو دیکھ سکتا جو تمہارے چہروں پر نظر آ رہا ہے بس۔

وہ بھی خوش تھے اور میں بھی خوش تھا

آپ بھی خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ میں نے شروع میں یہ فقرہ کہا تھا کہ میں ان کے لئے محبت اور پیار اور ہمدردی اور غمخواری اور سلامتی و سعادت کا پیغام لے کر گیا تھا۔ اور آپ کے پاس جب آیا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے منادی کی حیثیت سے واپس آیا ہوں۔ اتنے فضل اتنے فضل کہ آپ ان کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

گرمی بھی بڑی ہے۔ مجھے بھی لگ رہی ہے آپ کو بھی لگ رہی ہے۔ اور شاید آپ ہمارے چند میرے ساتھی ہوں گے جیسا کہ میری عادت ہے کہ میں جمعہ کی نماز سے پہلے کھانا نہیں کھایا کرتا۔ اس لئے میں بغیر کھانا کھائے آیا ہوں۔ بس بھوکا بھی ہوں اور گرمی کا بیمار بھی ہوں لیکن کہنے کو جتنا میرا دل چاہتا ہے کہوں گا پانچ دس منٹ اور بولوں گا انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہر رنگ میں ظاہر ہوئے

ایک اور مثال دیتا ہوں

ہم سیرالیون میں اترے تو اللہ تعالیٰ کے پیار کا یہ جلوہ نظر آیا کہ جماعت کے علم کے بغیر ریڈیو والوں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ وہاں تک پہنچنے تک آنکھوں دیکھا حال براڈکاسٹ کرتے گئے۔ (ہمیں لانچ تک جہاں ہم نے دریا کشتی میں بیٹھنا تھا پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹہ لگا۔) اس وقت ریڈیو پر رننگ کمنٹری جسے آنکھوں دیکھا حال کہتے ہیں شروع ہوئی اور وہ لگاتار ڈیڑھ گھنٹہ تک آنکھوں دیکھا حال براڈکاسٹ کرتا رہا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہر آدمی نے یہ پروگرام سنا۔ سارے لوگ پہچاننے لگ گئے تھے مگر اب وہ عزت ...... اور عظمت کے جلوے کے ساتھ پہچانتے تھے۔ فوجی افسر جب گزرتے تھے تو باقاعدہ سیلوٹ کرتے تھے۔ میں نے سوچا اس میں میری ذاتی کیا عزت ہے اور نہ مجھے اس کی خواہش اور نہ ضرورت میجر جنرل یا کمانڈر انچیف مجھے سلام کرے تو اس میں میری ذاتی طور پر کیا عزت

یہ تو اس خدا کی عزت کا اظہار ہے

جس نے کسی اکیلے (مہدی معہود علیہ السلام) کو کہا تھا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو دنیا کی پرواہ نہ کر۔ اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ واقعی مسیح موعود اور مہدی معہود کے ساتھ تھا۔ دنیا کی … پرواہ نہیں کی بے خوف ہو کر دورے بھی۔ تقریریں بھی کیں۔ باتیں بھی کیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ان عزتوں کو قبول کیا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزتیں چاہئیں دنیا کی عزتیں ہیں کیا چیز ایک

عاجز انسان کی نظر میں

دنیا کی عزتوں کی تو ایک ذرہ کے برابر بھی حیثیت نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی شان کا مظاہرہ تھا اس کی نصرت۔ اور پیار کے جلوے نظر کے سامنے تھے۔ عیسائی

ہمیں دیکھ کر ناچ رہے ہیں۔ مسلمان جو ہیں (میں نہیں ہوں گا) ان کی اور ہی کیفیت تھی۔ وہ اپنی مشکلات بیان کر کے دعا کی درخواست کرتے وقت اچھے خاصے پڑھے لکھے ہونے کے باوجود زار و قطار رو بھی رہے ہیں اور ساتھ اپنی درخواست بھی پیش کر رہے ہیں۔ یہ بھی نظارے ہم نے دیکھے۔ بہتوں کے لئے دعائیں کیں اور بعض دعائیں پوری بھی ہو گئیں۔

وہاں ایک بہن تھیں

اس وقت مجھے یاد نہیں آ رہا۔ غالباً بو میں تھیں۔ مستورہ بیگم سے جب ملاقات کے لئے آتی تھیں جبھی رہتی تھیں۔ اس کا قصہ یہ تھا کہ پورے ۳۹ سال ان کی شادی کو ہو گئے تھے اور کوئی ...... بچہ نہیں تھا (اس وقت صحیح یاد نہیں) مستورہ بیگم کہتی ہیں کوئی بچہ نہیں تھا میرا خیال ہے کہ کوئی لڑکا نہیں تھا۔ بہرحال جو بھی تھا ۳۹ سال ہو گئے تھے شادی ہوئے مگر لڑکا کوئی نہ تھا یا اس کے بچہ ہی کوئی نہ تھا اور پھر اس نے خلافت ثالثہ کے شروع زمانہ میں (پہلے وہ سستی کرتی تھی ورنہ یہ نعمت شاید اسے بہت پہلے مل جاتی) لکھنا شروع کیا۔ اور شادی کے ۴۰ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا عطا کیا۔ چنانچہ وہ کوئی تین سال کے قریب کا بچہ تھا وہ اسے لے کر آتی تھی اور

مزید دعا کے لئے

کہتی تھی۔ شادی کے ۴۰ سال کے بعد جبکہ اس کی عمر ۵۰-۶۰ سال کے قریب تھی بچہ پیدا ہوا۔ اگر پندرہ سال کی عمر میں بیاہی گئی ہو تب بھی اس کی عمر ۵۵ سال کی ہو گی۔ اور اگر ۱۲ سال میں بیاہی گئی ہو تو ۵۲ سال کی عمر کی ہو گی۔ پورے ۴۰ سال کی محرومی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد عطا فرمائی۔ اس قسم کے معجزے پہلوں نے بھی دیکھے اور اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اپنی بے حد شان دکھا رہا ہے مسلمان ممالک میں بھی عیسائیت قابض ہے کیونکہ مسلمان پڑھے لکھے نہیں۔ نوے فیصد عیسائی کام کرنے والے ہیں۔ اور عیسائیت کے خلاف ہماری مہم اور عیسائیت کے خلاف میرے نعرے۔ لیکن تعاون کا یہ حال کہ صبح سات بجے کی خبروں میں رات کے دس بجے اور صبح سات بجے کی خبر کے درمیان جو میرا پروگرام تھا اس کے متعلق خبر۔ پھر سات بجے کے بعد ایک بجے کے درمیان کے جو پروگرام تھے ان کی خبر، پھر ایک بجے اور پانچ بجے کے درمیان جو واقعات ہوئے پانچ

بجے کی خبروں میں ان کے متعلق خبر۔ اور پھر پانچ اور نو بجے کے درمیان جو واقعات ہوئے رات کے نو بجے کی خبروں میں ان کے متعلق خبر نشر ہوتی تھی۔ یوں کہنا چاہئے کہ ایک نمائندہ تقریباً ۲۴ گھنٹے ساتھ لگا رہتا تھا۔ پھر آپس میں ہم جو باتیں کر رہے ہیں ان کے

ریکارڈ کرنے کے لئے

مائیک سامنے آ جاتا تھا۔ بو میں جو فری ٹاؤن سے ۱۷۰ میل ہے ریڈیو کی ایک نمائندہ ہر وقت باہر بیٹھی رہتی تھی جو میں باہر نکلا اس نے ٹیپ ریکارڈ آن کیا اور پاس آ گئی۔ اور پھر وہ نیوز بلیٹن سے پہلے خبریں بھجواتی تھی۔ ایک دو فقرے نہیں بلکہ بعض دفعہ تو پندرہ منٹ کی خبروں میں پانچ پانچ منٹ تک ہمارے متعلق خبریں ہوتی تھیں۔ کہ فلاں جگہ گئے اور یہ ہوا۔ فلاں سے باتیں کیں

مسجد کا بنیادی پتھر

رکھا یا لڑکوں کو مخاطب کیا اور اس میں یہ یہ ان کو کہا۔

علاوہ اس امید کے پیغام کے جس کا میں ذکر کر چکا ہوں میں ان کو مایوسی کے دور کرنے والا پیغام بھی دیا کرتا تھا۔ کیونکہ بڑا ظلم ہوا ہے ان پر۔ ایک طبقہ میں مایوسی بھی پائی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی توفیق دی کہ میں ان کی مایوسیوں کو دور کروں اور امیدوں کو ابھاروں تاکہ آئندہ نسلیں مسرت کی زندگی گزار سکیں۔ ہماری دعا ہے کہ وہ

دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے

بہتر زندگی گزار سکیں۔ جس نمائندہ عورت کا میں ذکر کر رہا ہوں اس نے دیکھا کہ میں نے سکول کے ایک لڑکے کو اپنی جیب سے دو پونڈ نکال کر دیئے علاوہ اس انعام کے جو اسے سکول کی طرف سے ملنے والا تھا بعد میں وہ ہمارے پرنسپل سے کہنے لگی کہ یہ بچہ ہے اس نے یہ پونڈ خرچ کر دینے ہیں اور یہ بڑا ظلم ہوگا اس لئے تم اسے کہو کہ ایک پونڈ میرے پاس بیچ دے کیونکہ میں اسے متبرک کے طور پر اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں۔ پرنسپل نے مجھے بتایا میں نے کہا کہ اس بچے کو محروم نہ کرو میں اسے ایک پونڈ دے دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے دستخط کر کے ایک پونڈ اسے دے دیا۔ پھر اس نے مستورہ بیگم سے کہا کہ ہمارا آدھا خاندان مسلمان ہے اور آدھا عیسائی ہے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا میں نے اسے تبلیغ کی اور اسے بتایا کہ عیسائیت

یہاں یہ دعوے لے کر آئی تھی کہ مسیحیت کے پاس محبت کا پیغام ہے مگر وہ ناکام ہوئی اور عیسائی اقوام نے تم پر ظلم ڈھائے اب ہم آئے ہیں۔ قریباً پچاس سال سے تمہارے ملک میں کام کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہو کہ سوائے

ہمدردی اور مساوات اور اخوت

کے اور کوئی جذبہ ہمارے دلوں میں نہیں ہے یہ لو بیعت فارم۔ تم اسے پڑھو اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ میں نے اسے یہ نہیں کہا کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے۔ جب تک دل نہیں مانے گا تمہارے احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور تم دعا کرو۔ اگر احمدیت یعنی اسلام سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اگر تمہارے اوپر روشنی ظاہر ہو جائے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ پھر کسی سے نہ ڈرنا اپنے باپ سے بھی نہ ڈرنا اور سچائی کو قبول کر لینا۔ اس کی طبیعت پر یہ اثر تھا کہ چلتے وقت اس نے مسنونہ بیگم سے کم از کم آٹھ دس دفعہ کہا کہ حضرت صاحب سے میرے لئے دعا کی درخواست کرتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صداقت کو قبول کرنے کی توفیق دے آپ بھی دعا کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل جس قوم پر نازل ہو رہے ہوں اس پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عاید کرتے ہیں تو میری طبیعت پر اثر ہے اور

میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے

کہ آیندہ ۲۳ یا ۲۵ سال احمدیت کے لئے بڑے ہی اہم ہیں۔ کل کا اخبار آپ نے دیکھا ہوگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۵ء میں کہا تھا کہ اگلے بیس سال احمدیت کی پیدائش کے ہیں اس واسطے جو کس اور بیدار رہو۔ بعض دفعہ غفلتوں کے نتیجہ میں پیدائش کے وقت بچہ وفات پا جاتا ہے۔ میں خوش ہوں اور

آپ کو بھی یہ خوشخبری سناتا ہوں

کہ وہ بچہ ۱۹۶۵ء میں بجز دعا خیت زندہ پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ آپ نے کہا تھا میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ ۱۹۶۵ء میں پیدا ہو چکا ہے۔ اب ۱۹۶۵ء سے دوسرا دور شروع ہو گیا اور یہ دور خوشیوں کے ساتھ، بشاشت کے ساتھ قربانیاں دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا ہے۔ اگلے ۲۳ سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ یا دنیا ہلاک ہو جائے گی یا اپنے رب کو پہچان لے گی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میرا کام دنیا کو انذار کرنا ہے اور وہ میں کرتا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کا کام انذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے تا یہ دنیا اپنے رب کو پہچان لے اور تباہی سے محفوظ ہو جائے اب جیسا کہ میں نے انگلستان میں اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ

مجھے یہ فکر نہیں ہے

کہ پیسہ کہاں سے آئے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے شروع خلافت میں مجھے یہ بتایا دیا تھا کہ "میں تجھے اتنا دوں گا کہ تو تھک جائے گا۔"

چنانچہ آپ نے دیکھا کہ دو گھنٹے میں ۲۷ ، ۲۸ ہزار پونڈ کے وعدے ہو گئے اور یہ بغیر کوشش کے ہوئے۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ میرے واسطے سے پہلے پہلے دس ہزار پونڈ کی رقم اس مد میں ضرور ہونی چاہیئے۔ عہدیدار مایوس تھے لیکن میں ایک سیکنڈ کے لئے مایوس نہیں ہوا۔ مجھے پتہ تھا کہ میرے خدا نے کہا ہے کام کرو اگر میرے پاس ایک لاکھ پونڈ ہوتا اور میرا رب مجھ سے کہتا کہ کم از کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کر دو تو میں اپنا لاکھ پونڈ خرچ کر کے آپ کے پاس آتا کہ میرے پاس جو تھا وہ میں نے خرچ کر دیا اور یہ کم سے کم ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس کا پہلا مخاطب ہوں۔ مجھے کام کرنا چاہیئے اب۔ جب مجھے اس نے کہا کہ کم سے کم اتنا خرچ کرو تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ایک پیاری جماعت کی انگلی میرے ہاتھ میں دی ہے

میں اس سے یہ کہوں گا اور وہ یہ کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ جتنی مجھے توفیق دے گا میں بھی اس میں حصہ لوں گا لیکن میں آپ کی بات کر رہا ہوں

پاکستان کے لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ایک سکیم بنائی ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں اس کی تمہید بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ پاکستان میں فارن ایکسچینج کی تنگی رہتی ہے اور ہمیں باہر بھیجنے کے لئے روپیہ نہیں ملتا۔ ہم قانون کی پابندی کرنے والے ہیں۔ کوپن ہیگن کی مسجد کے لئے ہماری بہنوں نے جو چندہ دیا تھا وہ رقم ابھی تک یہاں پڑی ہے۔ اس کا فارن ایکسچینج نہیں ملا۔ پس باوجود اس کے کہ ہمیں اس وقت باہر روپیہ بھجوانے کی اجازت نہیں ملے گی پھر بھی میں اپیل کروں گا اور آپ قربانی دیں گے۔ انشاء اللہ اور یہ اس لئے کہ وہ خدا جو ہمیں قربانیاں پیش کرنے کے لئے کہتا ہے وہ ہمیں قربانیاں پیش کرنے کی توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔ جس خدا نے میرے دل میں بڑی شدت کے ساتھ یہ ڈالا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تو میرے لئے

میری عظمت کے قیام کے لئے

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیار دلوں میں قائم کرنے کے لئے اس جماعت سے قربانیاں مانگ۔ وہ دے گی ہمیں یہاں قربانیاں دینی پڑیں گی۔ وہ خدا ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ روپیہ باہر بھجوانے کے لئے انشاء اللہ سہولتیں پیدا ہو جائیں گی۔ یہی حکومت جو آج فارن ایکسچینج نہیں دے رہی کل کو دینے لگ جائے گی۔ حالات بدل جاتے ہیں۔ ایک رات میں بدل جاتے ہیں۔ لیکن جس صبح میں یہ دیکھوں کہ حالات بدل گئے اور آج میں رقم باہر بھیج سکتا ہوں وہ صبح ایسی نہیں ہونی چاہیئے کہ میرے پاس رقم موجود نہ ہو تو یہ نہیں کہ میں اعلان کر دوں اور رقموں کی وصولی کا انتظار کروں (میرے پاس خزانے میں رقم موجود ہونی چاہیئے اور جس صبح کو میں یہ پاؤں کہ آج سورج ایسے حالات میں طلوع ہوا ہے کہ ہمارے لئے روپیہ باہر بھجوانے کی سہولت ہے تو قبل اس کے کہ دفاتر بند ہوں روپیہ باہر چلا جائے جیسا کہ میں نے وہاں انگلستان میں کیا۔ کیونکہ اس وقت چلنے کا نہیں

دوڑنے کا وقت آگیا ہے

پھر یہ کہ بہت سے کام ہم نے یہاں کرنے ہیں۔ مثلاً افریقہ کے لئے کتابیں شائع کرنا ہے۔ کتابوں کے سلسلہ میں تو بعض ایسی چیزیں ہیں کہ ان کا میں آپ کے سامنے ذکر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ غیر مسلم ہوشیار ہو جائیں اور خرابی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ غیر مسلم کا لفظ میں نے جان کر کہا ہے۔ میں غیر احمدی نہیں کہہ رہا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ لیکن وہ چیز جو غیر مسلم کے خلاف بہت سخت جاتی ہے وہ کتابوں کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور کتابیں ہم نے یہاں شائع کرنی ہیں اس پر خرچ ہوگا۔ اور دوسرے کام ہیں جب اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرے گا ہم فوراً رقم باہر بھجوا دیں گے

پاکستان کے (احباب جماعت) کے لئے میں نے یہاں مسجد میں مغرب کے بعد بات کی تھی۔ اس وقت مجھے ایک بات کے متعلق شبہ تھا۔ اب میں

وہ پوری سکیم بیان کر دیتا ہوں

الفضل والے ابھی نوٹ کریں اور دکھا کر کل صبح کے اخبار میں آ جائے مجھے پاکستان کے دو سو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ ہزار روپیہ فی کس دیں۔ جس میں سے ہر وعدہ کنندہ دو ہزار روپے فوری طور پر (جس کے معنے ہیں اگلے نومبر تک) ادا کر دے۔ اس کو میں فوری کہتا ہوں کیونکہ میری آواز ہر ایک کے کانوں تک پہنچنے میں وقت لگے گا پھر تیاری کرنا ہے۔ کسی کے پاس رقم نہیں ہوتی۔ کسی نے روپے وصول کرنے ہوتے ہیں۔ بہرحال فوری سے میری مراد نومبر ہے اور اس طرف بھی بعض دوستوں نے توجہ دلائی تھی کہ زمینداروں کو نومبر میں ادا کرنے کی سہولت ہوگی۔ اس لئے دو تین ماہ بڑھا کر فوری کی یہ مہلت نومبر تک بڑھا دی ہے۔ پس پانچ ہزار میں سے دو ہزار روپے نومبر تک مل جانے چاہئیں اور بقیہ تین ہزار اپنی سہولت کے ساتھ تین سال میں ادا کریں۔ لیکن یہ دو ہزار روپے نومبر سے پہلے ملنے چاہئیں

ان دو سو مخلصین کے علاوہ

مجھے دو سو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو دو ہزار فی کس وعدہ کریں۔ اس میں سے ایک ہزار فوری (اسی معنی میں) اور بقیہ ایک ہزار تین سال میں سہولت سے ادا کریں۔ اس کے علاوہ مجھے کم از کم ایک ہزار ایسے مخلصین کی ضرورت ہے (خدا کرے کہ ان کی تعداد دو ہزار سے بھی بڑھ جائے) جو ۵۰۰ روپیہ اس مد میں وعدہ کریں جس میں سے دو سو روپیہ فوری دیں اور بقیہ ۳۰۰ روپے جب چاہیں اپنی سہولت کے ساتھ اگلے تین سال کے اندر ادا کریں۔ اور ان دو سو مخلصین کے علاوہ جو دوست ۵۰۰ روپیہ سے کم رقم دینا چاہتے ہیں ہم نے ان کے وعدے نہیں لینے بلکہ وہ اس مد میں جو کھل چکی ہے خزانہ میں جمع کروائیں اور رسید لے لیں اور مجھے اطلاع کر دیں۔ میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کروں گا کہ

اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے

لیکن اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع نہ کریں۔ مثلاً اگر وہ اپنی رقم علحدہ ہ

بھیج دیں گے تو اس دفتر کا وقت ضائع ہوگا۔ "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کی مد خزانہ میں قائم ہو چکی ہے۔ وہاں رقم جمع کروائیں اور ان سے رسید لیں اور مجھے اطلاع کر دیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے لئے خاص طور پر دعا کروں گا۔ لیکن ۵۰۰ روپیہ سے کم رقم دینے والوں سے وعدہ نہیں لیا جائے گا۔ دوست جتنا دینا چاہتے ہیں وہ نقد خزانہ میں جمع کروا دیں

اللہ تعالیٰ اور توفیق دے

تو اور رقم بھی جمع کروا دیں۔ البتہ ہم وعدہ کے رجسٹر میں ان کا نام نہیں لکھیں گے۔ رجسٹر صرف ان کا بنے گا جو ۵۰۰ روپیہ یا اس سے زاید رقم کا وعدہ کریں گے

اب ایک صف تو "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" میں پانچ ہزار روپے یا اس سے زاید دینے والوں کی ہوگی کیونکہ اس میں یہ شرط تو نہیں کہ پانچ ہزار سے زاید نہیں دینے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ پانچ لاکھ کی توفیق دیتا ہے تو اسے پانچ لاکھ کی رقم پیش کر دینی چاہیئے۔ غرض پانچ ہزار یا اس سے زاید دینے والوں کی

صف اوّل

دو ہزار یا دو ہزار سے زاید پانچ ہزار تک یا ۴۹۹۹ تک رقم دینے والوں کی صف ۲ اور جو پانچ روپے سے زاید یعنی ۱۹۹۹ روپے تک دینا چاہتے ہیں ان کی صف ۳ ہوگی جو زاید رقم ہوگی اس کا بھی ۱/۲ حصہ نقد دینا پڑے گا۔ "پنج دو دو نجی" زمیندار دوست سمجھ جاتے ہیں کہ پنج دو دو نجی میں سے دو دو نجی فوری طور پر اور تین بعد میں۔ لیکن صف چہارم وہ ہوگی جو وعدہ کے کاغذوں میں ..... (ایگزسٹ) نہیں کرے گی لیکن خزانہ کے اموال میں وہ موجود ہوگی۔ یعنی جس کو پانچ روپے کی یا دس روپے کی یا چار سو روپے کی یا ساڑھے چار سو روپے کی توفیق ہے وہ اسے خزانے میں داخل کروائے۔ وہاں سے رسید لے اور دعائیں کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مجھے بھی ضرور اطلاع دے

میں ایک غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں

بعض لوگوں کا یہ بڑا اچھا جذبہ ہے کہ وہ قربانی دیتے ہیں مگر کسی کو خبر نہیں ہونے دیتے۔ خلیفہ وقت "کسی" نہیں ہوا کرتا کیونکہ اس سے آپ نے دعائیں لینی ہیں اس سے برکتیں حاصل کرنی ہیں جن کی نظر میں ایسی ہیں وہ واقعی بڑی پیاری

خبر نہیں ہیں وہ کسی کو نہ بتائیں۔ خزانہ میں جمع کروا دیں لیکن مجھے ضرور بتائیں "تاکہ میں ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکوں اور ان کے لئے دعائیں کروں۔ میں تو "کسی" ہوں ہی نہیں۔ میں تو آپ کے وجود کا حصہ ہوں۔ پس مجھے ضرور اطلاع دیں

وہ دوست جو زیادہ رقم دینے والے ہیں

یعنی پانچ سو سے دو ہزار تک، دو ہزار سے پانچ ہزار تک اور پانچ ہزار سے اوپر جہاں تک مرضی ہو۔ ان کے نام بہر حال ہمیں لکھنے پڑیں گے۔ اور انہیں یاد دہانیاں بھی کروائی جائیں گی۔ انگلستان سے میں ان سب دوستوں کے نام اور پتے لے آیا ہوں جنہوں نے اس فنڈ کے لئے وعدے کئے ہیں۔ میرے ذہن میں یہ ہے کہ آج سے چھ ماہ کے بعد بطور ریمائنڈر Reminder ہر ایک کو ایک عام خط لکھوں گا اور پھر چھ ماہ کے بعد دوسرا خط لکھوں گا کہ یا تو فوری ادا کرو۔ یا اگلا سال آرہا ہے۔ نصف دوسرے سال میں جو باقی رہ گیا ہے وہ ادا کرو۔ پس ان شاء اللہ وہ ضرور دیں گے۔ میں نے شروع میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہا ہے کہ میرے نام پر قربانیاں لیتا جا۔ اور جماعت وہ قربانیاں دیتی چلی جائے گی۔ میرا کام ہے کہ میں سوچوں اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اپنا ہر منصوبہ بناؤں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے

سپین کے متعلق

میں نے ابھی کوئی منصوبہ نہیں بنایا۔ کیونکہ اگر میں صحیح سمجھا ہوں اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے۔ میں بہت پریشان تھا سات سو سال تک وہاں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے اس وقت کے بعض غلط کار عمائد کی سازشوں کے نتیجہ میں وہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔ وہاں کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم نے نئے سرے سے تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اس ملک کے چند باشندے احمدی مسلمان ہوئے۔ وہاں جا کر شدید ذہنی تکلیف ہوئی۔ غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک دار الخلافہ رہا۔ جہاں کئی لائبریریاں تھیں یونیورسٹی تھی جس میں بڑے بڑے پادری اور بشپ مسلمانوں کی شاگردی اختیار کرتے تھے۔ مسلمان وہاں سے مٹا دیے گئے۔ غرض

کئی اسلام کی ساری شان و شوکت

مادی بھی اور روحانی بھی اور اخلاقی بھی مٹا دی گئی ہے۔ طبیعت میں اس قدر پریشانی تھی کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ غرناطہ جاتے

وقت میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہاں کے در و دیوار سے درود کی آوازیں اٹھتی تھیں۔ آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے درود پڑھ سکوں گا، پڑھوں گا۔ تاکہ کچھ تو کفارہ ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دئے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب میں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو میں اس وقت درود نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ اس کی جگہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ پڑھ رہا تھا۔ یعنی

توحید کے کلمات

میری زبان سے نکل رہے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی قیام توحید کے لئے تھی۔ میں نے فیصلہ تو درست کیا تھا۔ یعنی یہ کہ مجھے کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں لیکن الفاظ خود منتخب کر رہے تھے۔ درود سے یہ کلمہ کہ اللہ ایک ہے زیادہ مقدم ہے۔ چنانچہ میں بڑا خوش ہوا کہ

اللہ تعالیٰ نے خود ہی

میری زبان کے رخ کو بدل دیا۔

ہم غرناطہ میں دو راتیں رہے۔ دوسری رات تو میری یہ حالت تھی کہ دس منٹ تک میری آنکھ لگ جاتی۔ پھر کھل جاتی اور میں دعا میں مشغول ہو جاتا۔ ساری رات میں سو نہیں سکا۔ ساری رات اسی سوچ میں گزر گئی کہ ہمارے پاس مال نہیں یہ بڑی طاقتور قومیں ہیں۔ مادی لحاظ سے بہت آگے نکل چکی ہیں۔ ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں۔ وسائل نہیں ہیں۔ ہم انہیں کس طرح مسلمان کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد ہے کہ تمام اقوام عالم

حلقہ بگوش اسلام ہو کر

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خادم بن جائیں گی یہ بھی اقوام عالم میں سے ہیں یہ کس طرح اسلام لائیں گی اور یہ کیسے ہوگا۔ غرض اس قسم کی دعائیں ذہن میں آتی تھیں۔ اور ساری رات میرا یہی حال رہا۔ چند منٹ کے لئے سوتا تھا پھر جاگتا تھا۔ پھر چند منٹ کے لئے سوتا تھا۔

ایک کرب کی حالت میں

میں نے رات گزاری۔ وہاں دن بڑی جلدی چڑھ جاتا ہے۔ میرے خیال میں تین یا ساڑھے تین بجے کا وقت ہوگا۔ میں صبح کی نماز پڑھ کر لیٹا تو یکدم میرے پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی اور

قرآن کریم کی یہ آیت

میری زبان پر جاری ہو گئی:-

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ
شَيْءٍ قَدْرًا" (الطلاق آیت ۴)

اس بات کا بھی جواب آ گیا کہ ذرائع نہیں کام کیسے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ پر توکل رکھو اور جو شخص اللہ پر توکل رکھتا ہے اسے دوسرے ذرائع کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ وہ اس کے لئے کافی ہے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ اللہ تعالیٰ جو اپنا مقصد بناتا ہے اسے ضرور پورا کر کے چھوڑتا ہے اس لئے تمہیں یہ خیال نہیں آنا چاہئے۔ یہ خوف نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ یہ نہیں ہو سکتا یہ ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض ہی یہی ہے کہ تمام اقوام عالم کو

وحدتِ اسلامی کے اندر

جکڑ دیا جائے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں لا کر کھڑا کر دیا جائے۔

دوسرا یہ خیال تھا اور اس کے لئے میں دعا بھی کرتا تھا کہ خدایا یہ ہوگا کب۔ اس کا جواب بھی مجھے مل گیا۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہوا ہے جس وقت وہ وقت آئے گا ہو جائے گا۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مادی ذرائع اگر نہیں ہیں تو تم فکر نہ کرو۔ اللہ کافی ہے۔ وہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ

میرے دل میں بڑی تسلی پیدا ہو گئی

اس کے متعلق میں نے آپ کے سامنے کوئی سکیم نہیں رکھی۔ کیونکہ ابھی وہاں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کا منشاء معلوم نہیں ہوا۔ البتہ سپین کے متعلق میں ایک اور کوشش کر رہا ہوں جس کو ظاہر کرنا اس وقت مناسب نہیں لیکن جس کے لئے دعا کرنا آج ہی ضروری ہے۔ اس لئے بڑی کثرت سے یہ دعا کریں کہ جس مقصد کے لئے میں سپین گیا تھا اور جس کے پورا ہونے کے بظاہر آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ہمارا کام کر دے کیونکہ ہم کمزور اور عاجز بندے ہیں۔ پھر وہ ون

ساری امت مسلمہ کے لئے بڑی خوشی کا دن ہوگا۔ بعض اس کو پہچانیں گے اور خوش ہوں گے۔ بعض نہیں پہچانیں گے اور خوش نہیں ہوں گے۔ یہ ان کی بدقسمتی ہوگی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دن

ساری اُمّتِ مسلمہ کے لئے خوشی

کا دن ہوگا۔

میں نے مغربی افریقہ کے ممالک جہاں مسلمانوں کی بڑی بھاری اکثریت ہے۔ ان میں سے بعض کے سفراء سے یہ کہہ دیا تھا کہ میرا ایک مشن ہے جس کے لئے میں سپین جا رہا ہوں اور تم دعا کرو۔ اور اس سے اصل مقصد میرا یہ تھا کہ میں دعا کے لئے کہوں گا۔ ان کے دل میں بھی احمدیت کی کوششوں کے بارے میں ایک دلچسپی اور پیار پیدا ہوگا۔ چنانچہ وہ اتنے خوش ہوئے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور انہوں نے بڑی دعائیں دیں بلکہ ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ سٹرفر ینکو سے کہہ دینا کہ میرے چچا نے سپین کی اس وقت مدد کی تھی جب کہ انہیں مدد کی ضرورت تھی۔ اگر وہ آپ کا یہ کام کر دیں تو میرا چچا بھی بہت خوش ہوگا۔ غرض انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ لیکن میں نے انہیں کہا کہ

اللہ تعالیٰ پر میرا توکّل ہے

وہ پورا کرے گا۔ انشاء اللہ۔ خدا کرے کہ وہ وقتِ مقدر جلد آجائے اور ہمارے لئے آج ہی وہ خوشیوں کے دن کی ابتدا بن جائے۔

(لو۔ یہاں بھی گرمی۔ میں مجھے سفر کے بعد بڑی کوفت کے باوجود اڑھائی ہزار احباب سے مصافحے کرنے پڑے تھے مجھے شبہ تھا کہ میں بیہوش ہو کر نہ گر جاؤں۔ جب یہ کیفیت ہوئی تو میں نے پانی مانگا اور پھر میں نے ان سے کہا کہ مجھے پانی پلاتے جاؤ۔ یا شاید ڈاکٹر صاحب سے ان کو خیال آیا۔ غرض تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دوست مجھے پانی پلا دیتے تھے اور میں پھر وہ سلسلہ شروع کر دیتا یہاں بھی میں یہی کر رہا ہوں)

آج کے خطبہ میں میں نے

بعض اصولی اور بنیادی باتوں کا ذکر

کیا ہے۔ افریقہ میں اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے وقت مجھے ان کی یہ کیفیت بڑی پیاری لگی کہ مذہب دل کا معاملہ ہے مذہب کے معاملہ میں لڑائی بالکل احمقانہ بات ہے۔ چنانچہ وہ آپس میں بالکل نہیں لڑتے۔ نہ عیسائی مسلمانوں سے اور نہ مسلمان عیسائیوں سے بلکہ وہ امن سے رہ رہے ہیں۔ وہ آپس میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ دلائل دیتے ہیں۔ ایسے دلائل کہ ان کو سن کر یہاں شاید لوگ ایک دوسرے کا سر پھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں مگر وہ بڑی شانت سے ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ جس کے دل کی کھڑکیاں کھول دے وہ ایمان لے آئے وہ اور بات ہے۔ لیکن ان کو یہ پتہ ہے کہ

مذہب بہرحال دل کا معاملہ ہے

اسے سر پھوڑ کر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ آپ دعا کریں کہ جن ملکوں میں یہ ذہنیت نہیں اللہ تعالیٰ ان ملکوں میں بھی یہ ذہنیت پیدا کر دے اور ان کو بھی سمجھ آجائے۔ میں تو بڑی تحدی کے ساتھ یہ بات کہا کرتا ہوں اور مخالفِ اسلام کو شرمندہ کر دیتا ہوں ہوائی جہاز میں دو امریکن بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہے تھے کہ کسی چھوٹی سی بات پر ان سے واقفیت ہوگئی۔ وہ میرے پیچھے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے موقع مل گیا میں نے ان سے کہا کہ میں تو حیران ہوتا ہوں کہ فرد فرد سے نفرت اور حقارت کا اظہار کر رہا ہے۔ قومیں قوموں کو نفرت اور حقارت سے دیکھ رہی ہیں۔ پیار سے کوئی ایک دوسرے سے معاملہ نہیں کرتا۔ میں نے ان سے کہا کہ

وقت آگیا ہے

کہ انسان انسان سے پیار کرنا سیکھے چونکہ ہیں تو یہ پڑھی لکھی قومیں۔ نہ میں نے امریکہ کا نام لیا تھا اور نہ روس کا۔ وہ آگے سے مجھے کہنے لگے کہ اب ہماری روس کے ساتھ انڈرسٹینڈنگ Understanding ہوگئی ہے۔ یعنی کچھ معاملہ فہمی ہوگئی ہے ایک دوسرے کو سمجھنے لگے ہیں۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ہمیں کو سمجھا رہا ہے میں نے ان سے کہا یہ ٹھیک ہے کہ تمہاری روس سے Understanding ہوگئی ہے But out of fear – not out of love تم نے یہ سمجھوتہ اس خوف سے کیا ہے کہ ایک دوسرے کو ہلاک نہ کر دیں۔ محبت کے نتیجہ میں یہ سمجھوتہ نہیں ہوا چنانچہ وہ کھسیانے سے ہو کر کہنے لگے بات آپ کی ٹھیک ہے لیکن بہرحال ایک قدم صحیح راستے کی طرف اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ ٹھیک ہے یہ میں مان لیتا ہوں لیکن یہ ظلم ہے کہ ہم محبت کرنا بھول گئے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ جس کو وہ اپنا آقا و مطاع کہتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم۔ جس کے متعلق وہ اس عقیدے کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ

اللہ کا محبوب ہے

اور اللہ کی محبت اس کی محبت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی اسی کے مسلک کو چھوڑتے ہیں۔ کس سے نفرت کی تھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے؟ کوئی ہمیں بتائے۔ جب کسی کی اصلاح کے لئے آپؐ کی زندگی میں انسان کے لئے نفرت اور حقارت کا کوئی ایک واقعہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ انسان کی بداعمالیوں سے نفرت بھی کی۔ انہیں حقارت سے بھی دیکھا بداعمالیوں سے، ہمارا بھی حق ہے کہ ہم نفرت کریں ورنہ ہمارے اندر وہ اثر کریں گی۔ جس سے ممکن ہے ہمارے بچے ہلاک ہو جائیں لیکن بدعملی یعنی بُرا عمل کرنے والے سے آپؐ نے نفرت نہ کی۔ اس یہودی سے آپؐ نے نفرت نہیں کی جس نے اپنی بیماری کی وجہ سے آپؐ کے بستر کو گندہ کر دیا تھا

اُس قوم سے نفرت نہیں کی

جس نے سالہا سال تک آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو انتہائی تکالیف پہنچائیں۔ جنہوں نے اڑھائی سال تک شعب ابی طالب میں قید رکھ کر آپؐ کو بھوکا مارنا چاہا۔ اور جب ان کی بھوک کا وقت آیا تو خدا کے اس بندے نے ان کے لئے روزی اور ان کے پیٹ بھرنے کا سامان پیدا کیا۔ انہیں یہ نہیں کہا کہ تم حقیر اور قابلِ نفرت لوگ ہو جاؤ مر جاؤ بھوکے۔ مجھے اس سے کیا۔ بلکہ

انسانی ہمدردی جوش میں آئی۔

اور انسانی بھائی کا پیار جو ہے اس کی موجیں دل سے اٹھیں اور ان کی خدمت کے لئے ذہنوں کے پیٹ کاٹ کر شاید پہنچ گئے۔ کس انسان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرت کی تھی کہ کوئی آج ہم سے کہے کہ تم دوسرے انسان سے نفرت کرو۔ اس سفر میں کئی جگہ جاہل اور کم علم لوگ مجھ سے یہی توقع کرتے رہے کہ میں نفرت کے بیان دوں۔ ان سے میں نے یہی کہا اور اپنے جلسوں میں بھی یہی کہا کہ مجھے خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ تم تمام بنی نوع انسان کے دلوں کو محبت اور پیار کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتو۔ میں کسی قوم یا فرد سے نفرت نہیں کر سکتا۔ اور نہ ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ظلی طور پر ہمیں جس طرح وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے میرے بھی پیارے بنا دیا ہے۔ اور یہ میں نے اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا ہے کہ پیار میں جو طاقت ہے وہ دنیا کی تمام مادی طاقتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور پیار جو چیزیں جیت سکتا ہے وہ دنیا کی مادی طاقتیں نہیں جیت سکتیں

اے میرے پیارے احمدی بھائیو اور بہنو! اور بڑو اور بچو!

اس سبق کو یاد رکھو۔ دنیا اپنی طاقت کے زعم میں دوسروں کو ہلاک کر سکتی ہے۔ ان کے سر پھوڑ سکتی ہے۔ مگر میں اور تم اس غرض کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ ہم صرف ایک ہی مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ہم محبت اور پیار کے ساتھ دنیا کے دلوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتیں اور وہ توحید قائم ہو جس توحید کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے پس کسی سے نفرت نہ کرو۔ ہمارے اس ملک میں بھی ایک بیہودہ اور گندی آگ سلگ رہی ہے خود کو اس کے اندر نہ دھکیلو۔ خود کو اس گند میں ملوث نہ کرو۔ گند کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ ظلم کو مٹانے کی کوشش کرو۔ حقدار کو حق دلانے کی کوشش کرو۔

تم ہر ایک سے محبت اور پیار سے پیش آؤ

انشاء اللہ ایک دن آئے گا جب یہی لوگ شرمندگی کی وجہ سے آپ کے سامنے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کو ہر رنگ کے دکھ پہنچائے اور آپ کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا لیکن اس کے بدلے میں انہوں نے آپ کی طرف سے ذرا بھر دکھ نہیں پایا۔ اور نہ انہوں نے اپنے لئے آپ کی نگاہ میں سوائے پیار کے کوئی اور جذبہ موجزن پایا۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا یہی ایک ہتھیار ہے۔ اور بڑا پیارا ہتھیار ہے اور اسی ہتھیار کے ساتھ ہم نے

اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق

دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین

درخواستِ دعا — مکرم ڈاکٹر فضل بشیر محمد عابد صاحب ایم ڈی ایس نشاء کیا پور کی والدہ محترمہ بیمار ہیں۔ باعث بہت کمزور ہو گئی ہیں ان کی اور تندرستی کیلئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار زبیدہ بیگم منصور گنگی۔ قادیان

درخواستِ دعا — میرے نانا مہر الدین خاں صاحب جو موصی تھے اور جماعتی امور میں بہت دلچسپی لیتے تھے ۱۰ر جولائی کو فوت ہو گئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ محمد منظور الحق بنگال اُڑیسہ

ایک اعلان کی منسوخی

از مکرم جناب ناظر صاحب بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ قادیان

مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد کی طرف سے اخبار بدر ۲۷ ہجرت (۲۷ مئی ۱۹۷۰ء) کے صفحہ ۱۰ پر جو اعلان چندہ جات کے سلسلہ میں "ایک غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان سے شائع کرایا گیا ہے وہ چونکہ غلط فہمی کی وجہ سے شائع کیا گیا تھا اس لئے اس کی تصحیح ضروری سمجھی گئی ہے۔ نظارت بیت المال آمد کے اس اعلان سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ لازمی چندہ جات باشرح اور باقاعدہ ادا کرنے والوں سے ہی تحریک جدید، وقف جدید و دیگر تحریکات کے چندے قبول کئے جا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

جہاں یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو شخص لازمی چندے نہیں دیتا اس کے لئے غیر لازمی چندے دینا عجیب سی بات ہے۔ لازمی چندے بہر حال اولی اور سب سے پہلے آتے ہیں۔ لیکن انتظامی لحاظ سے ایسی کوئی پابندی نہ کبھی لگائی گئی ہے نہ لگائی جانی مناسب ہے کہ جو شخص چندہ وصیت یا چندہ عام نہ دے اور عملاً چندہ تحریک جدید دے اس کی رقم واپس کر دی جائے یا چندہ عام، چندہ وصیت وغیرہ میں منتقل کر دی جائے۔ دینے والا جس مد میں رقم دیتا ہے اسی مد میں وہ رقم جانی چاہئے۔ اور اسے رد کر دینا درست نہیں بلکہ ناشکری ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے کوئی شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہ کرتا ہو وہ اگر کبھی خوف خدا سے نفل پڑھنے لگے تو کوئی اسے روکے۔ وسے کہ تمہارے لئے یہ جائز نہیں۔ جو شخص باقاعدہ لازمی چندے نہیں دیتا اس کا طوعی چندے دینا بتاتا ہے کہ اس کی حالت بالکل مردہ نہیں بلکہ زندگی کی رمق باقی ہے۔ اس کا چندہ اگر انتظامی لحاظ سے رد کیا گیا یا کسی دوسری مد میں منتقل کر لیا گیا یا اس پر بہت زور دیا گیا تو ممکن ہے کہ وہ آئندہ طوعی چندے بھی نہ دے [illegible] سیکرٹریان مال اور عہدیداران [illegible] کو چاہئے [illegible] یہ امر واضح کریں کہ لازمی [illegible] وصیت، چندہ عام، چندہ [illegible] بہر حال اولیت رکھتے ہیں اور سب [illegible] آتے ہیں۔ جو دوست لازمی چندے [illegible] اور باقاعدہ ادا کرنے [illegible] اختیار کرتے ہیں انہیں اپنے ایمانوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اور سمجھ لینا چاہئے کہ طوعی تحریکات میں حصہ لینے سے لازمی چندوں کی فرضیت ختم نہیں ہو جاتی۔ لازمی چندے بہر حال ادا کرنے ہیں اور ان کی ادائیگی لازمی ہے۔

لیکن جو دوست جس مد میں اور جس تحریک میں چندہ ادا کرنا چاہتا ہے سیکرٹری مال پر واجب ہے کہ اس کا چندہ اسی مد میں قبول کریں رد نہ کریں۔ اور اسے باقاعدہ طور پر اسی مد میں چندے کی رسید کاٹ کر دیں۔ پس دینے والا جس مد میں رقم دیتا ہے اس مد میں ہی وہ رقم جانی چاہئے۔ دینے والے کی مرضی کے خلاف دوسرے چندے میں رقم محسوب نہیں کی جانی چاہئے اور نہ ہی رد کی جانی چاہئے۔

نظارت بیت المال آمد کے مذکورہ بالا اعلان [illegible] وہ چونکہ [illegible] اصول کے مطابق نہیں اس لئے [illegible] اعلان ہذا اس کی تصحیح کی جاتی ہے [illegible] کہ ایسے چندہ کو رد کر دینا درست نہیں بلکہ ناشکری ہے۔ تحریک جدید اور وقف جدید اور فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ اور [illegible] فنڈ اور دیگر تحریکات یہ سب سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات ہیں۔ اور ان تحریکات میں حصہ لینا اور انہیں پوری طرح کامیاب بنانا ہر احمدی پر لازم ہے۔ نظارت ہذا کے [illegible] ضروری اعلان کے مطابق وقتاً فوقتاً جماعت [illegible] اور خصوصاً سیکرٹریان مال احباب جماعت کے سامنے چندہ جات کے بارے میں [illegible] وضاحت فرماتے رہیں کہ [illegible] کرنا نہایت ضروری ہے اور [illegible] چندہ کو دوسرے چندہ [illegible] اسے مقدم رکھا جانا بہر حال ضروری [illegible] یہ اصول بھی [illegible] چندہ [illegible] کمشنر [illegible] اور مد میں چندہ مجرا [illegible] کی رسید کاٹ کر دے۔ ⁂

دورہ انسپکٹر بیت المال علاقہ پونچھ و کشمیر

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال وصولی چندہ جات کے لئے علاقہ پونچھ و کشمیر کا دورہ مورخہ ۱۲ ستمبر سے کر رہے ہیں۔ ان جماعتوں نے اپنی مالی پریشانیوں کے باوجود گذشتہ سال جس رنگ میں قربانی کا نمونہ پیش کیا تھا نظارت ہذا کو پوری امید ہے کہ اس دفعہ بھی بڑھ چڑھ کر انسپکٹر موصوف سے تعاون فرماتے رہیں گے۔ انسپکٹر صاحب موصوف مورخہ ستمبر کو جموں پہنچ کر مورخہ ۱۱ ستمبر کی شام کو پونچھ پہنچ جائیں گے اور وہاں سے مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ علاقہ پونچھ کے ہمراہ جماعتوں کا دورہ فرمائیں گے۔ علاقہ پونچھ سے فارغ ہو کر دو دن کے لئے بھدرواہ جائیں گے اور وہاں سے کشمیری جماعتوں کا دورہ کریں گے۔ اور اپنے پروگرام کی اطلاع ساتھ ساتھ جماعتوں کو دیتے رہیں گے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

پھر نہ خیال فرمایئے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

23 - 1652

تار کا پتہ Autocentre فون نمبر 23 - [illegible]

گلوب ایکسپورٹ

جن کے آر [illegible] عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام [illegible] ریلوے، فائر سروسز، ہیوی انجینئرنگ کیمیکل انڈسٹریز، ڈیری [illegible] اور عام ضرورت کیلئے دستیاب ہیں

گلوب [illegible] اینڈ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰ [illegible] کلکتہ نمبر ۱۵ فون نمبر ۴۴ - ۳۴۷۲

شوروم: ۳۱/۱ [illegible] روڈ کلکتہ نمبر ۱ فون نمبر ۴۴ - ۱۲۰۱

تار کا پتہ: "گلوب ایکسپورٹ" "Globe Export"

— درخواستہائے دعا —

۱۔ امام جنبز صاحب [illegible] علاج کے لئے [illegible] گئے ہیں [illegible] برخوردار [illegible]

۲۔ میرا بھائی نسیم احمد [illegible] بیمار ہے [illegible] علاج سے افاقہ [illegible] دعائے صحت فرماویں۔ [illegible]

17 8 [illegible] 9.30 AM